رہنمائے اساتذہ

مسلم ہیروز 2

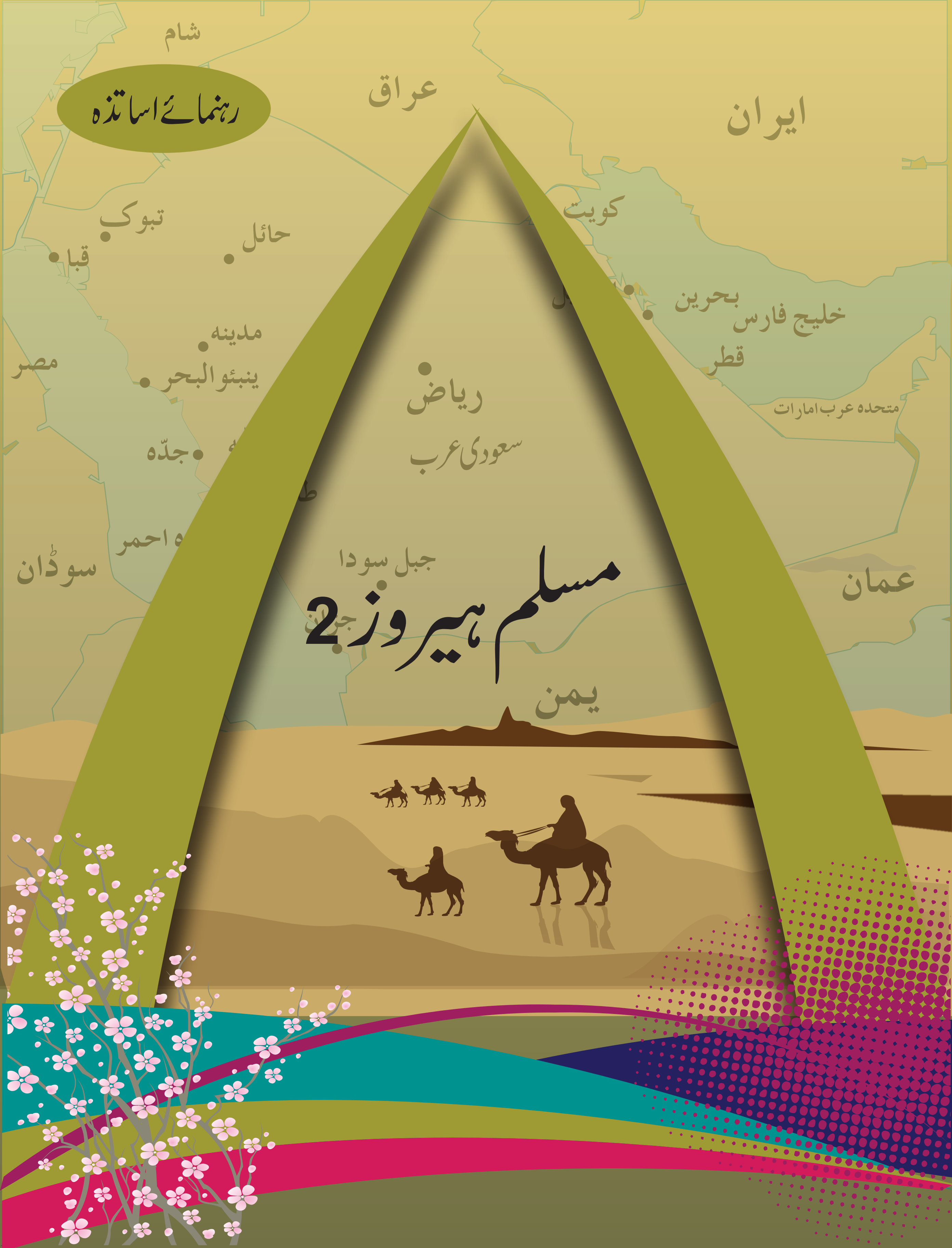

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلم ہیروز 2

رہنمائے اساتذہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نام کتاب	....	مسلم ہیروز 2
تالیف	....	تحقیقی ٹیم (ہمارے بچے)
ناشر	....	الھدیٰ پبلی کیشنز اسلام آباد
ایڈیشن	....	اول
تعداد	....	
تاریخ اشاعت	....	
قیمت	....	
ISBN	....	

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

برائے رابطہ

اسلام آباد: 7۔اے کے بروہی روڈ،H-11/4اسلام آباد، پاکستان

فون: +92-51-4436140-3, +92-51-4434615

salesoffice.isb@alhudapk.com

www.alhudapk.com, www.farhathashmi.com

کراچی سیلز آفس: 30-A سندھی مسلم کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی، پاکستان۔

فون: +92-21-34528547-8

کینڈا: 5671 McAdamRd, Mississauga Ontario,L4Z IN4 Canada

فون: (905) 624-2030, (647) 896-6679

www.alhudainstitute.ca

امریکہ: PO Box 2256, Keller, TX762 44

فون: (817)-285 -9450 (480)-234-8918

alhudaonlinebooks@ymail.com

مسلم ہیروز کورس پڑھانے کا طریقہ

☆ کلاس کے آغاز میں بچے کو اس کورس کے ٹائم ٹیبل اور طریقہ کار کے بارے میں بتائیں۔

☆ پہلی کلاس کا آغاز ان تفصیلات سے کریں۔

سبق کا دورانیہ: 25 منٹ **درکار اشیاء:** فلیش کارڈز، قرآن مجید ۔

رہنما برائے اساتذہ:

☆ پہلے سبق میں کلاس کے قواعد دہرا لیں تا کہ نئے آنے والے بچے طریقہ کار کو سمجھ سکیں۔

☆ پہلی کلاس میں کم از کم 30 منٹ پہلے آئیں تا کہ بچوں کے پہنچنے سے پہلے تمام چیزیں سیٹ کر لی جائیں۔

☆ ان اسباق کو ترتیب دینے میں اہم نکات و واقعات کو نہایت باریکی سے جانچا گیا ہے۔اس لیے کوشش کریں کہ سیلبس کے علاوہ دیگر مواد پڑھانے سے گریز کریں۔

اساتذہ کے لیے چند اصول:

- کلاس کے دوران سب اساتذہ اپنے موبائل کو بند یا خاموش رکھیں۔
- کلاس کے بعد اپنے سبق کا تجزیہ لکھ کر انچارج کو دیں۔
- ہر استاد مسکرا کر کلاس لے اور گھر سے سبق کی پوری تیاری کر کے آئے۔
- حاضری لیتے ہوئے حاضر یا غیر حاضر کے لیے P/A لکھیں۔(پہلے دن حاضری، کلاس کے اختتام پر لگائیں)۔
- ٹیچر ڈائری کے اختتام پر کلاس کے قواعد وضوابط ضرور پڑھ لیں ۔
- اپنی ساتھیوں اور مددگاروں کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھیں۔
- استاد کی شخصیت بچوں کے لیے متاثر کن ہونی چاہیے۔استاد کو نرم مزاج، با اخلاق، شفیق مگر پُر وقار ہونا چاہیے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

امدادی مواد:

سیرۃ الصحابہ (۱۱ جلدیں ادارہ اسلامیات) شاہ معین الدین احمد ندوی

کُتب از محمود احمد غضنفر: • حیات صحابہ کے درخشاں پہلو • سیرۃ الصحابیات • جرنیل صحابہ • صحابیاتِ طیبات

قرآن کا راستہ از خرم مراد

حسنِ اخلاق از ڈاکٹر فرحت ہاشمی

راہِ حق کے دو مسافر از محمد یوسف اصلاحی

دکتور علی الصلابی کی سیرت صحابہ پر کتب

آڈیو از ڈاکٹر فرحت ہاشمی: • ہم قرآن کیوں پڑھیں؟ • اللہ تیرا شکر

ہر سبق کے آغاز میں صحابی کی زندگی کی خاص خصوصیات کو ایک لسٹ کی شکل میں دیا گیا ہے تاکہ پڑھاتے وقت واقعات کی ترتیب میں دِقت نہ ہو۔

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مسلم ہیروز کے مقاصد

- ہم پانچ وقت نماز میں الفاتحہ کی ہر رکعت میں دعا کرتے ہیں:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ. صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ. (سورۃ الفاتحہ: 7-6)

- اللہ کے انعام یافتہ لوگ کون تھے؟ قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ:

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ (سورۃ النساء: 69)

- ان سے محبت کا احساس بیدار کر کے ان میں شامل ہونے کی تمنا کیونکہ وہ اللہ کے انعام یافتہ لوگ تھے۔
- ان کی کامیابیوں کے اسباب پر غور و فکر کی دعوت دینا۔
- اپنی سنہری تاریخ کے کامیاب اور مثالی لوگوں کو جاننا، ان کے اوصاف کو اپنانا، اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھانا۔
- اسلام پر فخر کرنا، اس کی تعلیمات سیکھنا، گمشدہ حکمت کو پالینا اور اپنی کھوئی ہوئی شناخت کو جاننا۔
- جاننے کے بعد ان میں شامل ہونے کی عملی کوشش کرنا (عمل تبدیل کرنے کی شعوری کوشش کرنا تاکہ اسلام کو زندہ کرنے والوں میں شامل ہوں)۔
- ماضی سے سبق سیکھنا اور بہتر مستقبل کے لیے راہِ عمل کا تعین کرنا۔

مسلم ہیروز کو پڑھانے کا طریقہ

۱۔ لیکچر سے قبل کرنے والے کام:

نفل نماز اور دعا: ۲ رکعت نفل پڑھ کر خوب گڑگڑا کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بہترین کام لے لے۔ جتنا اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار کریں گے اتنی ہی رحمت نازل ہوگی۔ نیت اللہ کے لیے خالص رہے۔ وہ اپنی مدد و رہنمائی کرے کہ ان عظیم ہستیوں کے لیے صحیح مواد جمع کر سکیں۔ قلم جو لکھے اور زبان سے جو کچھ ادا ہو، وہ حق کے سوا کچھ نہ ہو۔ ہمیں ان ہستیوں کی زندگی کا درست علم ملے اور ہم بھی ان کے متعلق دوسروں کو درست بات بتا سکیں تا کہ ان کی رہنما شخصیت اور اعمال کی روشنی میں ہم سب اپنی اصلاح کر سکیں۔

۲۔ مواد جمع کرنے کا طریقہ:

فہرست میں دی گئی کتب سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی اچھی لائبریری سے استفادہ کرنے کا موقع ملے تو وہاں سے بھی نوٹس لیے جا سکتے ہیں۔ اچھے مواد کو فوٹو کاپی کر لیا جائے اور اچھی کتابوں کے نام نوٹ کر کے خریدی بھی جا سکتی ہیں۔ کوشش کریں کہ ایک ہی شخصیت سے شروع کریں اس طرح آپ ہر ایک پر فوکس کریں گے۔ ان سے متعلق مختلف کتب سے پڑھیں۔ ان میں سے پڑھ کر اچھے مقامات / صفحات پہ پیپر کلپ لگا کر یا نشانی لگا کر پڑھتے جائیں اور اہم باتیں نوٹ کر لیں۔ مختلف فوٹو کاپیاں جو کتابوں کے مخصوص مقامات سے کی گئیں ہوں، ان میں سے اہم حصوں یا عبارات کو ہائی لائٹ کر لیں۔

اپنے منتخب ٹاپک پر اچھی طرح مطالعہ کر کے درست معلومات حاصل کر لیں۔ اس شخصیت کو اچھی طرح جانیں۔ ان معلومات کی روشنی میں ان کی شخصیت کا ایک خاکہ ذہن میں بنائیں جس میں ان کا حلیہ، ذاتی کردار، اوصاف، ذاتی زندگی، مختلف مراحل جس سے وہ شخصیت گزری، کارنامے اور ان سے متعلق اہم لوگوں کے اقوال یا حدیث (اگر ہو) جمع کریں۔ وہ خاص بات جس کی وجہ سے وہ شخصیت مشہور ہوئی، ان کے اپنے اقوال، عادات اور اوصاف حمیدہ کو محسوس کیجئے۔ ان کے دکھ درد، قربانیاں، اسلام کے راستے میں کی گئی کوششیں، مخلوق کے ساتھ رویہ اور خشیت الٰہی کو خاص طور پر اپنے ذہن، دل اور تحریری مواد میں بھی محفوظ کر لیجئے۔

اگر کوئی جغرافیائی مواد کی ضرورت ہو مثلاً نقشہ وغیرہ تو وہ بھی حاصل کریں۔ ان سے متعلقہ کوئی بھی چیز، تصویر، پریزنٹیشن ملے تو وہ بھی شامل کریں مثلاً خلفائے راشدین کی تلواریں (ان کو دیکھ کر پتا چل جاتا ہے کہ ان کی شخصیت کیسی تھی)، سپین کی مساجد کی تصویریں، مدارس کی تصاویر مثلاً جامعہ الازہر، ان کے خطوط کے نمونے وغیرہ۔

۳۔ مواد کی ترتیب:

لیکچر کے اہم نکات کی ترتیب بنائیں۔ اہم موضوعات کو درست طریقے سے ترتیب دیں۔ مثلاً ابتدا میں کیا چیزیں لکھنی ہیں، درمیان میں کونسا مواد آنا ہے، اس کی انتہا کیسے کرنی ہے، اگر کوئی audio/visual aid استعمال کرنے ہیں تو وہ بھی لکھ لیں کس حصے میں اس کو استعمال کرنا ہے؟ (اگر ٹیم ہمراہ کام کر رہی ہے تو ان کے لیے ہدایات بھی لکھیں کہ انہیں کہاں پر کیا کرنا ہے؟ مکمل

AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہونی چاہیے)۔coordination

تمام مواد کو ترتیب دے کر مندرجہ ذیل طریقے پر نوٹس بنائیں۔

ابتداء: اگر کسی شخصیت سے متعلق کوئی حدیث یا کسی مشہور انسان کا قول ہو تو ابتدا میں بتائیں تا کہ اس شخصیت سے متعلق ایک تاثر قائم ہو۔کوئی اچھا واقعہ /وصف جوان پر ہو تو اس کا بھی مختصراً ذکر کر کے ان کا تعارف کرانا بھی ابتدا کرنے کا موثر طریقہ ہے۔

ابتدائی حالات: نام، خاندان، بچپن۔بچپن /جوانی کے اہم واقعات، تربیت اور ماحول۔

زندگی کے اہم واقعات: اہم باتیں جن کی وجہ سے وہ مشہور ہوئے۔

اوصاف حمیدہ: اخلاق، کردار، اقوال، عبادت، خشیت الٰہی، معاملات، حقوق العباد وغیرہ۔

اختتامیہ: موت، کارنامے، اثرات جو چھوڑ گئے۔

اقوال زریں: ان کے اچھے اقوال اگر ہوں تو ضرور بتائیں۔کوئی بھی ایسی چیز جو تاریخ میں ہو، اگر بڑوں کو پڑھائیں تو کوئی شعر یا کوئی اہم بات ہو تو بتائیں تو اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔اگر اس شخصیت کے بارے میں کسی غیر مسلم کے تاثرات ہوں تو ضرور بتائیں، مثلاً سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں گاندھی نے بہت اچھے الفاظ کہے ہیں۔

نوٹ: اچھے اشعار یا ظرافت کے واقعات سنانے سے ماحول کی سنجیدگی اور یکسانیت دور کرنے میں مدد دیتی ہے اور لیکچر میں مزہ آتا ہے۔بچوں کو بتائیں کہ یہ سچی کہانیاں ہیں۔بڑے بچوں سے یہ ایکٹیویٹی بھی کروائی جا سکتی ہے کہ ان کی شخصیت پر ایک دو لائنیں لکھیں۔

Handouts اور اس کے مقاصد: اہم نکات کو flowchart یا نکات لکھ کر لیکچر آؤٹ لائن کے طور پر فوٹو کاپی کرا کے بیان کرنے سے قبل ہی طالبات کو دے دیں۔

فوائد:

۱۔ اس سے ان کو لیکچر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

۲۔ لیکچر میں دلچسپی برقرار رہتی ہے۔

۳۔ بعد میں پڑھانے میں بھی مدد ملتی ہے۔

۴۔ دوران لیکچر ہر بات نوٹ کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔اس لیے توجہ لیکچر پر مرکوز رہتی ہے۔

۵۔ اہم خاکہ سامنے ہونے کی بدولت انھیں اطمینان رہتا ہے کہ بعد میں اس کو دیکھ کر لیکچر کی اہم باتیں یاد رکھنے میں مدد ملے گی۔

پریکٹس: تمام نوٹس کا اچھی طرح مطالعہ کریں۔نوٹس واضح بنائیں اور اہم subtopics کو highlight کر لیں۔اپنے سامنے اہم نکات کے Handouts رکھیں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ ان نکات پر بات کرنی ہے۔لیکچر کا دورانیہ معلوم ہو، تا کہ اس کے مطابق

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

تیاری ہو سکے۔ گھر میں نوٹس کو بلند آواز سے پڑھنے کی پریکٹس کریں۔ گھڑی دیکھ کر شروع کریں اور آخر تک ٹائم نوٹ کریں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ ہدف کے مطابق لیکچر تیار ہوا یا نہیں؟

گھر میں اپنے لیکچر کو ریکارڈ کر کے سنیں اور اپنی غلطیوں، اندازِ بیان اور رفتارِ گفتگو وغیرہ کی اصلاح کریں۔

۵۔ لیکچر دینے کا طریقہ:

آواز: آواز میں یکسانیت نہ ہو ورنہ بچے اکتا جاتے ہیں۔ دکھ درد کی بات کو محسوس کر کے بولیں اور خوشی کی بات میں آواز و انداز سے مسرت عیاں ہو۔ آواز میں زیر و بم ہو تو سامعین کو اکتاہٹ نہیں ہوتی ہے۔ کرخت اور چیخنے والا انداز نہ ہو اور نہ ہی اتنی دھیمی آواز ہو کہ سنائی نہ دے۔

چہرے کے تاثرات: اگر آپ نے محسوس کر کے پڑھایا تو آپ کی آنکھیں بھی بولیں گی اور چہرہ بھی بولے گا۔ چہرے سے وقار و سنجیدگی کے ساتھ ساتھ بچوں کے لیے نرمی بھی جھلکتی ہو۔ نہ چہرہ بہت سپاٹ ہو اور نہ ہی غصہ کی وجہ سے ماتھے پر بل ہوں۔ تاہم نہ تو انتہائی غیر سنجیدہ تاثر ہو اور نہ ہی چہرے سے گھبراہٹ اور ٹینشن ظاہر ہو۔ اگر اندر سکون اور اعتماد ہو گا تو اسی کا اظہار چہرے سے بھی ہو گا اور یہ تبھی ہو گا جب اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسا اور بھرپور تیاری ہو گی۔

بیٹھنے کا انداز: کمر سیدھی ہو، کرسی کی پشت سے ٹیک نہ لگائیں اور نہ ہی نیم دراز ہوں۔ کرسی اور میز کے درمیان فاصلہ مناسب ہو۔ مستعد ہو کر سیدھے بیٹھیں۔ پاؤں ملے ہوئے ہوں۔ نہ پاؤں پھیلائیں اور نہ ہی ان کو ہلائیں (بعض لوگ نروس ہو کر مسلسل پاؤں ہلاتے رہتے ہیں۔ اس عادت پر شعوری طور پر قابو پائیں) ہاتھوں کو درست طرح سے میز پر رکھیں تاہم کہنیاں میز پر نہ ہوں۔ اگر کتاب سامنے نہیں ہے تو ہاتھ گود میں بھی رکھے جا سکتے ہیں۔

ضرورت کے تحت ہاتھ اٹھا کر بھی بات کی جا سکتی ہے لیکن بہت زیادہ ہاتھ ہلا ہلا کر بولنے سے گریز کریں۔ میز پر جوش میں مکے نہ ماریں۔ کرسی کو نہ جھلائیں اور نہ ہی بولتے ہوئے زیادہ آگے پیچھے اور دائیں بائیں حرکت دیں۔ اس سے بچوں کی توجہ میں خلل واقع ہو گا اور استاد کی شخصیت کا بھی اچھا تاثر نہیں پڑتا۔

اپنے دوپٹے/سکارف کو جما کر بیٹھیں تاکہ وہ بار بار ڈھلک کر آپ کی توجہ منتشر نہ کرے۔ بیٹھنے سے قبل اپنے نوٹس، ہینڈ آؤٹ، کتب وغیرہ سامنے رکھ لیں تاکہ پڑھانے کے دوران کسی چیز کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھانا ہو تو وقار سے دونوں قدموں پر بوجھ ڈال کر سیدھے کھڑے ہوں۔ بولتے ہوئے قدموں پر نہ جھولیں نہ ہی بازو ہلا ہلا کر بات کریں۔

نوٹ: اپنے ہمراہ ٹشو پیپر ضرور رکھ لیں تاکہ بوقت ضرورت آپ کو پریشانی نہ ہو۔

نگاہوں سے رابطہ (Eye contact): بچوں کو دیکھ کر بولیں تاکہ آپ کا ان سے رابطہ ہو۔ نگاہیں دل کے دریچے ہیں، جذبات کی عکاسی نگاہوں سے ہوتی ہے اور سچے جذبات نگاہوں کے راستے سے سامعین کے دل میں اترتے ہیں۔ گویا نگاہوں کے پیچھے سچے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جذبات ہوں کہ جو بات کہی جا رہی ہے، اس سے بچوں کو فائدہ ہو۔ دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے۔ نگاہوں کا رابطہ قائم رکھنے کے لیے کم سے کم نوٹس کو دیکھا جائے۔ اگر زیادہ وقت پڑھ پڑھ کر سنایا جائے گا تو نگاہوں کا تعلق اور رابطہ کم ہو جاتا ہے اور لیکچر موثر نہیں رہتا۔ تاہم ضروری چیزیں جیسے آیات، احادیث، اقوال وغیرہ پڑھ کر سنائے جائیں تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔

بولنے کی رفتار و انداز: انسان کی آواز بدل تو نہیں سکتی مگر بہتر کی جا سکتی ہے۔ اپنے بولنے کی رفتار کو بھی پہلے سے ریکارڈ کر کے چیک کریں۔ رفتار بہت زیادہ تیز نہ ہو کہ لوگوں کو سمجھنے میں دشواری ہو اور نہ اتنی آہستہ ہو کہ لوگ اکتا جائیں۔ بولتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی اہم بات کے بعد مختصر سا وقفہ دیں تاکہ بات دل کی گہرائی تک جذب ہو سکے۔ کبھی کبھی سوالیہ انداز بھی سامعین کی توجہ مرکوز رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی حیرانی والی بات ہے تو حیرانی آپ کے چہرے سے عیاں ہو۔

۶۔ دعائیں: کلاس سے قبل نفل نماز اور دعائیں پڑھیں۔ (ربّ اشرح لی) علم کی تمام دعائیں، (ربّ انزلنی۔۔۔، رب ادخلنی مدخل صدق۔۔۔، ربّ ھب لی حکماً۔۔۔، اللھم الھمنی رشدی۔۔) تسبیحات پڑھتے ہوئے، اللہ پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے، بسم اللہ پڑھ کر کلاس میں داخل ہوں، اور تسبیح کرتے ہوئے پڑھانے کی جگہ پر مسکرا کر آئیں۔ پورے اعتماد سے دعا پڑھ کر ابتدا کریں۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد:

لیکچر کے بعد: طالبات کے سوالات کے جوابات، شخصیت سے کیا سیکھا؟ عمل کی بات اور طالبات کے اچھے comments دہرائیں تاکہ اچھی بات سے سب استفادہ کر کے اپنی اپنی اصلاح کر سکیں۔

اللہ کا شکر ادا کرنا مت بھولیں جس نے ہمیں اس کام کی توفیق و مدد دی، اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں۔ بہتر ہے کہ گھر جا کر دو نفل شکرانے کے بھی ادا کریں۔ **و آخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمین**

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 1	تعارفی کلاس

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- ❑ اس کورس کا مقصد جان لے۔
- ❑ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور سنت کی پیروی کی اہمیت سمجھ لے۔
- ❑ مسلمان کی زندگی کے لیے صحابہ کرام کی اہمیت سمجھ لے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- ❑ صحابہ
- ❑ اطاعت
- ❑ رہنما

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

لکھے ہوئے فلیش کارڈ: رہنما، صحابہ، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، اللہ تعالیٰ کی رضا، رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔

رہنمائی برائے اساتذہ :

- ❑ استاد سبق پڑھاتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھے کہ بچوں کو صحابہ کرام کا بھرپور تعارف کرانا ہے۔
- ❑ استاد اس بات کے لیے تیار رہیں کہ پہلے سبق میں کئی بچے فوراً توجہ نہیں دے پاتے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

- سلام سے کلاس کا آغاز کریں۔

جب بچوں کے گروپ بن جائیں تو استاد اپنے گروپ کے بچوں کو لے کر الگ بیٹھ جائے اور بچوں سے تعارف کا آغاز کرے۔ استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے۔ ایسے تعارف سے استاد اور بچوں کو ایک دوسرے سے واقفیت کا موقع ملتا ہے۔ بچوں کی اس بات پر حوصلہ افزائی کریں کہ وہ بھی ایک دوسرے سے سوال پوچھیں۔ پھر علم کی دعائیں پڑھیں۔

- بچو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو کلاس میں بہت مزہ بھی آئے اور جو آپ پڑھنے آرہے ہیں، وہ بھی سمجھ آئے تو پھر آپ کو چند باتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔

فلیش کارڈز کے استعمال سے بچوں کو کلاس کے rules واضح کریں، تاکہ بچے ڈسپلن قائم کریں۔

- اب میں آپ کو کلاس کا ٹائم ٹیبل بتاتی ہوں:
  - ہماری دعاؤں کی کلاس ہوگی جس میں سب بچے اکٹھے بیٹھ کر پڑھیں گے۔ جو جلدی آئے گا اس کو آگے جگہ ملے گی اور وہ سب دعائیں اور اچھی اچھی باتیں جلدی سے سیکھ لے گا۔
  - پھر ہم اپنی کلاس میں آجائیں گے اور یہاں ہمارا گروپ کا سبق ہوگا جس میں استاد ہر روز ایک ٹاپک پر بات کرے گی۔
  - پھر ہم نماز پڑھیں گے۔ نماز کے لیے سب بچوں نے اپنا سر (دوپٹہ، سکارف، ٹوپی) سے ڈھانپ کر رکھنا ہے۔
  - اس کے بعد آرٹ کا کام کرنے کا وقت ہوگا جس میں ہم اپنے سبق ہی سے متعلق کام کریں گے۔
  - ہم ہفتے میں ایک دن سب بچوں کو کیفیٹریا بھی لے کر جائیں گے۔ وہاں ہم بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔
- بچو! اگر آپ کچھ اور جاننا چاہتے ہیں، تو پوچھ لیں۔ (بچوں کو سوالات کرنے کا موقع دیں)۔
- بچو! میں نے آپ کو بتایا تھا کہ اس کورس میں ہم مسلم ہیروز کے بارے میں پڑھیں گے۔ وہ کون ہیں؟ ان کے بارے میں پڑھنا کیوں ضروری ہے؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔
- ہم سب کس کی عبادت کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی۔ اگر ہم نے وہی کام کیے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے گا۔ بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو کیا ہوتا ہے؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو تو جنت میں جگہ دیتا ہے۔

استاد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ بات بتائے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

☛ بچو! ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ کس کام سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔

ہوسکتا ہے کہ بچے یہاں پر چند عبادات کا نام لیں اور بتائیں کہ ان کو کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ استاد ان کی تعریف کرے اور یہ ضرور پوچھے کہ ہمیں یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ان کاموں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے؟

☛ بچو! اللہ تعالیٰ نے یہ کام ہمارے لیے بہت آسان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید دیا کہ اس کو پڑھو، پھر سمجھو تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کس کام سے راضی ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے حضرت محمد ﷺ کو آخری رسول بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے رہنما ہیں۔ جو کام آپ ﷺ نے جیسے کہا یا کیا، بالکل ویسے ہی کرو۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔

☛ بچو! جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم آیا تو مکہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہو گئے اور آپ ﷺ کو ستانے لگے، لیکن انہی لوگوں میں سے بعض ایسے بھی تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات کو سچا جانا اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے کام کیے اور ایمان کی حالت میں فوت ہوئے۔ ان کو ہم صحابہ رضی اللہ عنھم کہتے ہیں۔ اس لیے ان کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو پسند کیا کہ ہم ان صحابہ رضی اللہ عنھم کے بارے میں جانیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیسے کی۔

☛ بچو! آج میں آپ کو بتاؤں گی کہ صحابی کون ہوتا ہے؟ (بچوں سے پوچھیں)۔ جی! رسول اللہ ﷺ کے دوست اور ساتھی کو صحابی کہا جاتا ہے، حالتِ اسلام میں آپ ﷺ کے ساتھ وقت گزارا اور آپ ﷺ کی اطاعت کی اور اسلام کی حالت میں ہی فوت ہوئے۔

☛ بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ کتنے انبیاء اس دنیا میں آئے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ جی! اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں لوگوں کی رہنمائی کے لیے انبیاء بھیجے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ صحابہ کتنے تھے؟ (بچوں کو دوبارہ سوچنے کا موقع دیں)۔ ہمیں ان کی مکمل تعداد تو معلوم نہیں، لیکن چند واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت کثیر تعداد میں تھے۔ مثلاً فتح مکہ کے وقت ۱۰ ہزار صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حجۃ الوداع پر ایک لاکھ ۲۴ یا ۴۴ ہزار صحابہ موجود تھے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا یا آپ ﷺ سے حدیث سنی، ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔

☛ بچو! رسول اللہ ﷺ کے سو سال کے بعد کوئی صحابی باقی نہ رہا۔ مدینے میں سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ آخری صحابی تھے۔ بصرہ میں آخری صحابی سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

☛ بچو! صحابہ کرام کے بارے میں جاننا کیوں ضروری ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ سب صحابہ میں چند خاص خوبیاں تھیں۔ آج میں آپ کو ان کے بارے میں بتاتی ہوں:

۱۔ **قرآن مجید کا اثر:** رسول اللہ ﷺ کی نبوت آنے سے پہلے وہ بھی کافروں کی طرح رہتے تھے، لیکن جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے

قرآن مجید سنا تو ان کی زندگی بدل گئی۔

۲۔رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کا اثر: صحابہ کرام زیادہ وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزارتے اور دیکھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لوگ اگر برا سلوک بھی کرتے تو جواب میں آپ ﷺ ہر ایک کے ساتھ اچھی طرح پیش آتے ہیں۔آپ ﷺ ہر وقت مسکراتے،لوگوں سے بھلی بات کرتے اور کسی سے بھی نہیں لڑتے تھے۔

۳۔رسول اللہ ﷺ کی نصیحت: صحابہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب وقت گزارتے تو ہر موقع پر آپ ﷺ صحابہ کو نیک کام کا حکم دیتے اور ساتھ ساتھ ان کی غلطیوں کی اصلاح کرتے۔اس سے تمام صحابہ کو اسلام کے بارے میں سیکھنے اور رسول اللہ ﷺ کی طرح ہر کام کرنے کا موقع ملتا۔

۴۔رسول اللہ ﷺ کے دن رات کے کام: صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ سے صرف تعلیم ہی نہ لیتے بلکہ دن کا بہت سا وقت آپ ﷺ کے ساتھ گزارتے۔ان اوقات میں وہ دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کی کتنی اچھی عادات ہیں۔آپ ﷺ کیسے سوتے جاگتے،کھاتے پیتے اور بہت سے کام کرتے ہیں۔اس لیے وہ ہر وقت آپ ﷺ کی اطاعت کی کوشش کرتے۔

۵۔اسلام کی دعوت: صحابہ صرف خود اسلام لا کر خوش نہیں تھے بلکہ وہ کوشش بھی کرتے کہ اپنے اردگرد سب لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔

۶۔ایمان کی قوت: صحابہ کی خاص خوبی ان کے اندر ایمان کی قوت تھی۔ان کو ہر وقت یہ خیال رہتا کہ ہمارے رہنما رسول اللہ ﷺ ہیں اور ہم نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔اس کے لیے انھوں نے ہر طرح کی تکلیف، پریشانی اور ظلم برداشت کیا۔صحابہ نے ہر اس کام کو اپنی زندگی سے نکال دیا جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں تھا۔

۷۔عبادات کی پابندی: تمام صحابہ کبھی نماز نہ چھوڑتے، باوضو رہتے، کثرت سے نوافل پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کا اس قدر شوق تھا کہ نہ صرف خود پڑھتے بلکہ اپنے تمام ساتھیوں کو بھی کہتے رہتے۔رمضان میں تو روزے کے ساتھ ان کی عبادات اور بڑھ جاتیں اور بہترین مال میں سے بار بار صدقہ دیتے۔

اگر استاد چاہے تو یہ خصوصیات بتاتے وقت چند صحابہ جن کا تذکرہ اس کورس میں نہیں، ان کے واقعات بھی سنا سکتی ہیں۔

- بچو! چند صحابہ کے نام تو بتائیں؟ (بچوں کو بولنے دیں)

- آج ہم نے صحابہ کے بارے میں اتنا کچھ جانا۔اللہ تعالیٰ سورۃ الفاتحہ میں کہتے ہیں: ﴿اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ﴾ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا۔ان کے بارے میں جاننا اور پھر ان جیسے کام کرنا ضروری ہے۔ایسا کرنے سے ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی سیکھ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کو راضی بھی کر سکیں گے۔ان شاءاللہ!

- بچو! اب کل سے آپ نے صحابہ کی طرح کام کرنے کی تیاری کر کے آنا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی ہے کہ ہمیں بھی صحابہ جیسا بنا دے۔ آمین!

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 2 سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ

- سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے اہم پہلوؤں کو سمجھ سکے۔
- دین میں داخل ہونے کے بعد ترجیحی بنیاد پر کرنے والے کاموں کے بارے میں سوچے۔
- سنت سے محبت اور اس کی پیروی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- تلاوت
- امانت
- خدمت

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: عبداللہ بن مسعود، دو بزرگ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابوبکر، رضی اللہ عنہ۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رہنمائی برائے اساتذہ :

- استاد سبق پڑھاتے ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس وصف کو اجاگر کرے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وقت کا بہترین استعمال کرتے تھے۔
- ایک بار دہرائی کریں کہ آج ہم نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا سیکھا ہے۔

خلاصہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مکہ میں دو بزرگوں کی آمد	• بھیڑ بکریوں کا دودھ دوہا۔۔۔معجزہ۔۔۔اسلام قبول کیا۔(مسند احمد3599-3598)
ہجرت	• حبشہ • مدینہ (دونوں ہجرتوں کا ذکر ہے صحیح بخاری3875) • بھائی چارہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (طبقات ابن سعد، ج:3،ص:438،ط:علمیہ)
غزوات	• بدر (بخاری3962) • خندق • حدیبیہ (مسند احمد:4421) • خیبر • فتح مکہ • حنین (طبقات ابن سعد، ج:3،ص:113،ط:علمیہ۔اس میں سب غزوات میں حاضری کا ذکر ہے۔)
عہد فاروقی	• جنگ یرموک (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، ج:7،ص:11،ط:دار احیاء التراث العربی) • کوفہ: ۱) منصب قضاء سے معزولی ۲) خزانہ کی ذمہ داری
ربذہ	حجاز۔۔وفات
رسول اللہ ﷺ کی خدمت	• جوتا اٹھا کر رکھنا • مسواک اٹھا کر رکھنا • جوتا پہنانا • سفر کے موقع پر کجاوہ کسنا • عصا لے کر آگے چلنا
روایات کی تعداد	• 848 مرویات • 64 بخاری و مسلم • روایت میں خوف واحتیاط
قرآن مجید کے عالم	رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ چار آدمیوں سے قرآن سیکھو۔(صحیح البخاری3760)
تفسیر	قرآنی آیات کی تفسیر حدیث کی روشنی میں
قرأت:	• غیر معمولی کمال • تنہائی میں تلاوت • رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید سنا۔(بخاری5050)
قوت تقریر	• مختصر • جامع • مؤثر (مستدرک حاکم5378) منبر وعظ پر بہت کم تشریف لے جانا۔(بخاری:70)
اخلاق	• سنت کے پابند • دنیا سے بے نیاز • آخرت کے طالب • توکل • مہمان نوازی
خانگی زندگی	• بیوی بچوں سے محبت (مستدرک حاکم7505)
وظیفہ	• پانچ ہزار درہم • دو برس پہلے بند کرا دیا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پوشاک	•نہایت سادہ •انگوٹھی
حلیہ	•جسم لاغر •قد کوتاہ •رنگ گندم گو •سر پر کانوں تک نرم وخوبصورت بال • پتلی ٹانگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو، حالانکہ یہ قیامت کے روز میزان عدل میں کوہ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی۔'' (مسند احمد:3991)
درس وتدریس	•قرآن •حدیث •فقہ •سفر میں شاگرد ساتھ
والدین	والد: مسعود والدہ: ام عبد
کردار	نرم مزاج، احترام خلافت، روایت میں خوف واحتیاط، امانت دار
مذہبی زندگی	•رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت •شب قدر کی تلاش •نماز کا وقت ہونے پر کسی کا انتظار نہ کرنا (مسند احمد 4298)

یہ نکات اساتذہ کے لیے مرتب کیے گئے ہیں تاکہ پڑھاتے وقت واقعات کے تسلسل میں آسانی رہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

- سلام اور دعا (علم کی دعاؤں) سے کلاس کا آغاز کریں۔

گروپ کے آغاز ہی میں استاد فوراً سنجیدگی کے ساتھ دعائیں پڑھیں۔ بچے استاد کے اس انداز سے ہی خاموش ہو جائیں گے۔ اگر استاد نے اپنا وقت بچوں کو صحیح بٹھانے میں لگایا تو زیادہ وقت ضائع ہونے کے امکانات ہیں۔ استاد دعا کو صحیح مخارج کے ساتھ پڑھنے کی پریکٹس کر کے آئیں۔

آپ سب کیسے ہیں؟ الحمد للہ میں بھی ٹھیک ہوں۔ جی جناب! آپ کی چھٹیاں کیسے گزر رہی ہیں؟ الحمد للہ، سب چھٹیوں سے بہت لطف اندوز ہو رہے ہیں اور گھر والوں کی مدد بھی کر رہے ہیں۔

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ اچھا کون بتائے گا کہ کل ہم نے کیا پڑھا تھا؟ جی اس سے پوچھوں گی جو ہاتھ کھڑا کرے گا، خاموش بیٹھے گا اور صبر کے ساتھ اپنی باری کا انتظار کرے گا۔ 1۔ رسول اللہ ﷺ کون ہیں؟ ہمارے آخری نبی اور رہنما۔ 2۔ آپ ﷺ کے دوستوں کو کیا کہتے ہیں؟ صحابہ۔ 3۔ صحابہ اکرام نے رسول اللہ ﷺ سے کیسے اور کیا سیکھا؟ 4۔ ہماری کلاس کے کیا کیا rules ہیں؟ سبق کی دہرائی کے لیے سوال کے کارڈ بنائے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح کلاس کا ایک ایک rule ہر بچے سے پوچھا جاسکتا ہے۔ اس سے بچوں کو کنٹرول کرنا آسان ہوتا ہے۔ ایسے سوال پوچھنے سے یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ بچے کیا سیکھ رہے ہیں اور کس سلسلے میں مزید دہرائی کی ضرورت ہے۔

- بچو! ہم سب کو معلوم ہے نا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے رہنما ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے راضی ہوئے کیونکہ سب صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی۔ آج سے ہم روزانہ ایک صحابی کے بارے میں پڑھیں گے اور دیکھیں گے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیسے کی اور اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کیا؟

صحابی: عنہ، صحابیہ: عنہا، دو صحابی: عنہما، صحابہ: عنہم ۔۔۔ان کو بولنے کی استاد پریکٹس کر لیں۔

- بچو! آج کے صحابی ایک نوجوان تھے، یعنی بہت بڑی عمر کے نہیں تھے۔ وہ بچپن سے ہی اپنا زیادہ وقت بکریاں چرانے میں صرف کرتے تھے اور یہ کام ان کو بہت سی باتیں سکھاتا تھا۔ جو بچے بھی بکریاں چراتے تھے وہ بہت محنتی اور سادہ زندگی کے عادی تھے۔ لوگوں سے بہت دور مکہ معظّمہ کے پہاڑی راستوں میں ہر روز یہ صحابی اپنے آقا اور قریش کے سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرانے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جایا کرتے۔لوگ انہیں ''ابوعبدالرحمٰن'' کے نام سے پکارتے تھے۔بچو! کیا آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ میں کن صحابی کی بات کر رہی ہوں؟

> بچوں کو فوراً نام بتانے کی بجائے استاد ان کو سوچنے کا موقع دے۔اس طرح سوچنے کے دوران بچے جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام لیں گے،اس سے استاد کو بچوں کی علمی اور ذہنی وسعت کا اندازہ ہوگا۔

- جی ان کا اصل نام ''عبداللہ'' اور والد کا نام ''مسعود'' تھا۔تو ہم ان کو سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ان کا جسم پتلا تھا، رنگ گندمی (نہ بہت کالا، نہ بہت سفید)، بال نرم اور کانوں تک آتے لیکن ایک بال کو بھی بکھرنے نہ دیتے تھے۔
- بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسلام کیسے قبول کیا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔

> استاد بچوں کو مسلم ہیروز اور صحابہ کرام کی حالاتِ زندگی پر چند کتابیں بھی دکھا سکتی ہیں۔اس سے بچوں میں مفید کُتب پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا۔

- سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بکریاں چرانے کے لیے صبح سویرے جاتے اور رات کو واپس لوٹتے تھے۔ایک دن وہ بکریاں چرا رہے تھے، کہ انہوں نے کیا دیکھا کہ دو بزرگ ان کی طرف چلے آرہے ہیں۔وہ دونوں بہت تھکے ہوئے تھے اور پیاس کی شدت سے ان کے حلق اور ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔ان کے پاس آتے ہی دونوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور فرمایا: ''ہمیں بکریوں کا دودھ پلاؤ تاکہ اس سے ہم پیاس بجھا سکیں۔'' سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''میں تو ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بکریاں میری نہیں بلکہ میرے پاس تو امانت ہیں۔'' یعنی وہ مالک کی مرضی کے بغیر یہ کام نہیں کرنا چاہتے تھے۔

> دو بزرگوں کا ذکر کرتے وقت استاد کی آواز میں بہت عزت واحترام ہو۔

- بچو! سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان بزرگوں کو دودھ دینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ بکریاں ان کی نہیں تھیں، لیکن ان دونوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کا برا نہ منایا بلکہ ان کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے۔ پھر ان بزرگوں میں سے ایک نے فرمایا: ''ہمیں کوئی ایسی بکری بتایئے جو ابھی چھوٹی ہو اور دودھ نہ دیتی ہو۔'' تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے قریب ہی کھڑی ہوئی ایک چھوٹی سی بکری کی طرف اشارہ کیا۔ایک بزرگ آگے بڑھے۔ایک ہاتھ سے بکری کی ٹانگ پکڑی اور دوسرا ہاتھ اس کے تھنوں کو لگایا اور وہ ساتھ ہی ساتھ کچھ پڑھ بھی رہے تھے۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑی حیرانی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے اور اپنے دل میں کہہ رہے تھے کہ ''بھلا اتنی چھوٹی عمر کی بکریاں بھی دودھ دیا کرتی ہے؟''

> یہ بات بتانے پر بچے ہنس سکتے ہیں۔استاد اگر خود سنجیدگی سے اس واقعہ کو سنا دیں تو بچے بھی سنبھل جائیں گے۔

- بچو! تھوڑی ہی دیر بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے کہ اس چھوٹی سی بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا اور دودھ بھی بہت زیادہ تھا۔دوسرے بزرگ نے ایک پتھر پکڑا جو کہ ایک پیالے کی شکل کا تھا اور اسے دودھ سے بھر لیا۔دونوں نے خوب جی بھر کے دودھ پیا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

☚ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر حیرت زدہ تھے۔ جب تینوں نے خوب دودھ پی لیا تو اس مبارک شخص نے تھنوں کو حکم دیا کہ سکڑ جاؤ تو وہ فوراً سکڑنے لگے، یہاں تک کہ اپنی اصلی حالت میں لوٹ آئے۔ اس موقع پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ جو بھی اس بزرگ نے پڑھا تھا اور جس سے یہ پڑھ کر مدد مانگی تھی، وہ ان کو بھی سیکھنا ہے۔ تو انھوں نے کہا: ''مجھے بھی یہ بابرکت کلام سکھا دیں''۔ بزرگ نے فرمایا: ''تم تعلیم یافتہ بچے ہو''۔ کیونکہ عبداللہ سمجھ گئے تھے کہ ان بزرگوار نے جو پڑھا وہ بہت اہم ہے۔ یہ واقعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اسلام کی طرف لانے کا سبب بنا۔

اس واقعہ کو بہت اچھی طرح سنائیں۔ جہاں جہاں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حیرانی کا ذکر ہے وہاں اپنے چہرے پر ویسے ہی تاثرات لائیں۔ واقعہ سناتے وقت eye contact کو قائم رکھیں۔

☚ بچو! جب یہ واقعہ پیش آیا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چھوٹے تھے، لیکن ہم دیکھتے ہیں وہ عام بچوں کی طرح ہر وقت کھیل کود میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے بلکہ بہت محنت سے کام کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کو سیکھنے کا بھی شوق تھا کہ انہوں نے ان بزرگوار سے کہا کہ مجھے بھی یہ بابرکت کلام سکھا دیں۔ (مسند احمد 3599-3598)

☚ کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ دونوں بزرگ کون تھے؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔ یہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے خاص دوست سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ اور یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔ اس واقعے کے تھوڑے عرصے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ (مسند احمد 3599)

یہ واقعہ سنانے کے بعد بچوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟ امانت پوری کی، عمر میں بڑے لوگ آئے تو ان کی عزت کی، حالانکہ اس وقت وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

☚ اسلام قبول کرنے کے بعد سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس طرح رہے جس طرح کہ سایہ انسان کے ساتھ رہتا ہے۔

استاد بچوں کو سایہ کے بارے میں سمجھائے کہ بچوں کو یہ تصور سمجھ آ جائے۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے جوتے، تکیے اور وضو کے برتن کا خیال رکھا کرتے تھے؟ (صحیح بخاری 3742)

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ہم یمن سے آئے اور کچھ دن تک مدینہ میں رہے۔ ہم نے عبداللہ بن مسعود کو اتنا زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا کہ گویا وہ آپ ﷺ کے گھر کا فرد ہیں۔'' (متفق علیہ، صحیح بخاری 3763 صحیح مسلم 2460)

استاد کسی بیگ میں یہ چیزیں بچوں کو دکھانے کے لیے اپنے ساتھ لائے اور جس جس چیز کا ذکر کرے انھیں نکال کر دکھاتی جائے۔

✎ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا دھیان اسی بات پر لگا رہتا کہ رسول اللہ ﷺ کون سے کام کرتے ہیں اور کب اور کیسے کرتے ہیں تا کہ وہ بھی ان کاموں کو ویسے ہی کر کے سنت کا ثواب حاصل کریں۔

استاد بچوں کو ایک بار یاد دہانی کرا دیں کہ ''سنت'' کیا ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کا قول یا عمل۔

✎ جی تو ہمیں اس واقعہ سے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کس کس عادت کا پتہ چلا؟ (بچوں کو بتانے دیں)۔ وہ سنت کی پیروی کرتے تھے اور بڑوں کی خدمت اور ان کا خیال رکھتے تھے۔ انھیں معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کس وقت کیا کرتے ہیں۔

بچوں کے ذہن میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سنت کی اہمیت کا کس قدر علم تھا۔

✎ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ غزوہ احد، خندق، حدیبیہ، خیبر اور فتحِ مکہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ تھے۔ ہر غزوہ یا محاذ پر دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

نقشہ کی مدد سے بچوں کو واضح کریں۔

✎ بچو! عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی بہت زیادہ تلاوت کرتے تھے اور وہ بھی اس طرح جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ (بچوں سے پوچھیں کیسے؟) آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت کرتے تھے۔ بچو! عبادت کیسے کی جاتی ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم جانیں اور پھر اس پر عمل بھی کریں۔

اس مثال سے بچوں کو قرآن مجید کی تلاوت اور تجوید کے ساتھ پڑھنے کا شوق دلائیں۔ یہ واقعہ سناتے وقت استاد کے ہاتھ میں قرآن مجید اور چہرے پر مسکراہٹ ہو۔

✎ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں فرماتے تھے: ''قرآن مجید میں کوئی آیت ایسی نہیں، جس کے بارے میں، میں یہ نہ جانتا ہوں کہ یہ کب، کہاں اور کس کے بارے میں اتری ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کسی کو قرآن مجید کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم ہے تو میں اس کے پاس جا کر مزید سیکھتا ہوں۔ (متفق علیہ، صحیح بخاری 5002، صحیح مسلم 2463)

اکثر بچے کوئی بھی علم تھوڑا سا حاصل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ ''مجھے سب معلوم ہے''۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس مثال کے ذریعے سے بچوں میں مزید علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کیا جائے۔
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بتانے کے بعد قرآن مجید کی چند سورتیں باری باری کھولیں اور ہر ایک کو دیکھ کر استاد بتائے کہ یہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کو آتی تھی اور یہ بھی آتی تھی۔

✎ رسول اللہ ﷺ نے جب فرمایا: ''قرآن چار آدمیوں سے حاصل کرو'' اور ان میں عبداللہ بن مسعود کا نام بھی لیا۔ (صحیح بخاری: 3758)

اس کے بعد تو تمام صحابہ کی خواہش تھی کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے دوست بن جائیں۔ بہت سے صحابہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ وقت گزارنا پسند فرماتے تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو قرآن مجید لکھا ہوا پایا، اس کو اپنے پاس بہت سنبھال کر رکھا۔ بچو! اس زمانے میں قرآن مجید کو زیادہ تر لوگ یاد کرتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے قرآن مجید کو لکھوایا، مثلاً لکڑی، چمڑے اور پتے وغیرہ پر۔ (بخاری:4679)

- سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بہت محنت سے قرآن مجید کی تلاوت سیکھی، قرآن مجید کو سمجھا اور شریعت کا علم بھی حاصل کیا۔ اس وجہ سے صحابہ کرام کے درمیان آپ رضی اللہ عنہ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ یہاں تک کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دس سال تک آپ رضی اللہ عنہ کو کوفے کا قاضی مقرر کیا گیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عادتاً بہت رحم دل اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کی غلطیاں معاف کرنا پسند فرماتے، لیکن جب عدالت میں فیصلے کا وقت ہوتا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتے۔ لوگوں کی غلطیوں کو دوسروں کے سامنے بیان نہ کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی اسوہ حسنہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی نہیں کرنا، ورنہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہوگا۔

بچوں کو واضح کریں کہ شریعت اللہ تعالیٰ کے وہ احکام ہوتے ہیں جن میں سے کچھ کو کرنے کا حکم ہوتا ہے اور کچھ کو نہ کرنے کا۔

- بچو! اس بات سے ہمیں کیا معلوم ہوا؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر کام میں فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرتے تھے لیکن ہر ایک کے سامنے جا کر لوگوں کی برائیاں نہ کرتے اور نہ ہی شکایتیں لگاتے تھے۔

- حج کے موقع پر عرفات کے میدان میں ایک شخص سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

امیر المومنین! اس وقت میں کوفہ سے آ رہا ہوں، وہاں ایک شخص کہتا ہے کہ اس کو پورا قرآن مجید زبانی یاد ہے اور اپنے حافظہ کی بنیاد پر قرآن مجید لکھوا رہا ہے۔ یہ بات سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بہت غصے میں آگئے کہ اتنے غصے میں آپ رضی اللہ عنہ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غضبناک ہو کر پوچھا: ''بتاؤ وہ کون ہے''؟ اس شخص نے عرض کی: ''وہ جناب عبداللہ بن مسعود ہیں''۔ ان کا نام سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ماند پڑ گیا اور فرمایا: ''بخدا میرے علم کے مطابق جناب عبداللہ بن مسعود کو اس وقت قرآن فہمی میں سب سے اعلیٰ مقام حاصل ہے''۔ (مسند احمد 175)

یعنی بچو! صحابہ کو یہ معلوم تھا کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گو ان سے چھوٹے تھے مگر قرآن مجید سب سے زیادہ جانتے تھے۔

اس واقعہ میں غصہ آنے اور جانے کے تاثرات کا اظہار کریں۔

- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی قراءت اس قدر خوبصورت فرماتے تھے کہ ایک دن آپ ﷺ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے تو اتنی خوبصورت تلاوت سن کر فرمایا: ''جو سوال کرو، پورا کیا جائے گا''۔ پھر

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو چاہتا ہے کہ قرآن مجید کو اسی طرح تروتازہ پڑھنا سیکھے، جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو اس کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنا چاہیے۔'' سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اگلے روز عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ ''رات آپ نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے کہا اے اللہ! مجھے ایمان عطا فرما جو کبھی کم نہ ہو، ایسی نعمت دے جو کبھی ختم نہ ہو اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دے۔'' (مسند احمد 4255)

- آپ ہر موقع پر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ جب اکیلے ہوتے تو کبھی نہ اکتاتے (بالکل بوریت محسوس نہ کرتے) بلکہ تلاوت کر کے کلام اللہ سے خوشی حاصل کرتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۃ النساء پڑھنے کو کہا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کو سناؤں؟ آپ ﷺ پر تو قرآن مجید نازل ہوا ہے''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں آپ سے سننا چاہتا ہوں''۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے، اور رسول اللہ ﷺ رو رہے تھے۔

(صحیح بخاری 4583)

- سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اتنا علم رکھنے کے باوجود جب اپنے شاگردوں کو پڑھاتے تو ان کو بار بار فرماتے کہ احتیاط سے علم حاصل کرو، کیونکہ غلطی کی گنجائش نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے بہت بڑے عالم تھے۔ قراءت میں غیر معمولی کمال رکھتے تھے۔

بچوں کو ایک بار تعلیم کے لیے سنجیدہ بیٹھنے کی پریکٹس کرائیں۔

اسی لیے بچو! سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جہاں کہیں جاتے، ان کے شاگرد ان کے ساتھ ساتھ جاتے کہ جو کچھ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھا، وہ ہم بھی سیکھ لیں۔

بچوں پر واضح کریں کہ قرآن مجید کے فہم کے ذریعے سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہر فیصلہ اور کام میں آسانی ہوگئی۔

- ایک مرتبہ خباب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو دیکھا تو کہا: ''ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ کی طرح آپ کے یہ شاگرد بھی باقاعدہ قراءت کر سکتے ہیں؟'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر آپ کی خواہش ہو تو کسی کو سنانے کا حکم دوں؟'' پھر انھوں نے علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ انھوں نے تقریباً 50 آیتوں کی ایک سورت پڑھ کر سنائی۔ اس پر سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ نے تعریف کی۔ (صحیح بخاری:4391)

- سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب تھا تو اس وقت بھی ان کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن مجید کی آیات تھیں۔ یہ اس لیے تھا کہ وہ اپنی زندگی میں قرآن مجید بہت شوق سے پڑھتے تھے اور بہت زیادہ تلاوت کرتے تھے۔ بچو! یاد رکھیں کہ جو اچھے کام ہم زندگی میں زیادہ کریں گے، ہماری موت انہی پر آئے گی۔ دنیا میں بھی برکت اور مرتے وقت، اللہ تعالیٰ بھی راضی! ان شاء اللہ!

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہم نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سیرت سے کیا سیکھا؟

✒ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے تھے۔ان کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رہنما ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے گا اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے گا، وہ جنت میں جائے گا۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہمیں کیا کیا خوبیاں نظر آئیں:

☆ آپ رضی اللہ عنہ ذمہ دار تھے۔ان کے ہم عمر لڑکے کھیلتے کودتے لیکن سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بکریاں چراتے اور مالک جو کام دیتا وہ پوری طرح مکمل کرتے۔ جب ان بزرگوار نے ان سے کہا کہ ہمیں دودھ دے دو تو انہوں نے بہت اچھے طریقے سے، ادب سے انہیں بتا دیا کہ یہ تو میرے مالک کی امانت ہیں۔ وہ چاہتے تو ان سے پیسے لے سکتے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ میرا کام تو ان کی حفاظت کرنا ہے بغیر پوچھے دودھ نہیں دے سکتا۔ان کو امانت کا کتنا خیال تھا۔

☆ سنت کی پیروی کرتے تھے۔ ہر چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی کوشش کرتے۔ جب کوئی صحابہ سے آ کر پوچھتا کہ آپ میں سے اخلاق میں کون سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے تو وہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیتے۔
(صحیح البخاری 3762)

☆ بزرگوں کی عزت کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے عزت سے بات کی۔

☆ قرآن مجید کی تلاوت میں بہت ماہر تھے۔وہ ویسے ہی تلاوت کرتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے کرنے کو کہا ہے، ٹھہر ٹھہر کر، الفاظ کا حق ادا کرتے ہوئے۔اسی علم کی وجہ سے ان کو نماز کی اہمیت کا بھی احساس تھا۔نماز روزہ کی بہت پابندی کرتے۔

اسی لیے تو سیّدنا عبداللہ بن مسعود کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' آتا ہے۔جس کے معنی ہیں ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا''۔یعنی انھوں نے اتنی چھوٹی سی عمر میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر بہت زیادہ عمل کیا۔

✒ بچو! ہم بھی تو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ہمیں بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رہنما ہیں۔ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو ہم بھی وہی کام کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں۔اب ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا کام تھے جن کو کر کے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا تا کہ ہم بھی اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کریں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 3 — قرآن مجید کی اہمیت

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ

- سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے ذریعے سے قرآن مجید کی اہمیت کو سمجھے۔
- قرآن مجید کے پیغام کو سمجھ جائے کہ یہ ہماری ہدایت کے لیے آیا ہے۔
- یہ جان لے کہ قرآن مجید کا علم ہی مسلمان کی زندگی میں کامیابی اور خیر و برکت لاتا ہے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- ہدایت
- کلام اللہ

سبق کا دورانیہ: 30 منٹ

خاکے کا دورانیہ: 15 منٹ

درکار اشیاء: خاکہ کے لیے ایک مسالہ پیسنے والی مشین، ایک استری، کچھ کپڑے، کچھ سبزیاں، کچھ مختلف اشیاء کے ساتھ ملنے والی ہدایات کے کتابچے اور قرآن مجید۔

سبق کے لیے: ایک خوشبودار پھل اور ایک کڑوا پھل، مختلف کتابیں، فلیش کارڈز اور قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: ہدایت، کلام اللہ، تلاوت۔

رہنمائی برائے اساتذہ :

- اس سبق کی تیاری میں ''ہم قرآن کیوں پڑھیں؟'' آڈیو از ڈاکٹر فرحت ہاشمی سنیں ''قرآن کا راستہ'' از خرم مراد، استاد کے لیے مددگار کتاب ہے۔
- خاکہ (skit) کی پہلے سے اچھی طرح تیاری کر لینا صحیح پیغام پہنچانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔
- آرٹ کے کام کے دوران چھوٹے بچوں کو ٹِک مارک کاٹنے میں مدد کریں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ آپ سب کیسے ہیں؟ الحمد للہ میں بھی ٹھیک ہوں۔ جی جناب! کلاس سے جانے کے بعد کس کس نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوچا؟ آپ کو ان کی کیا بات سب سے اچھی لگی؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ اب میں آپ سے کل کے سبق سے متعلق چند سوال پوچھتی ہوں۔ جو آرام سے اپنی جگہ بیٹھے گا، میں اس کو بولنے کا موقع دوں گی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیسے اسلام قبول کیا اور وہ قرآن مجید کیسے پڑھتے تھے؟

- بچو! ہم سب کو معلوم ہے نا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے رول ماڈل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت کریں۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے رہنما ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا کیا سیکھا:

☆ قرآن مجید سے دلی لگاؤ

☆ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

اسی لیے تو سیّدنا عبداللہ بن مسعود کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' آتا ہے۔

اگر بچے سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دیگر صفات کا ذکر کریں تو ان کو سراہیں، لیکن استاد اب قرآن مجید کی اہمیت پر توجہ دیں اور تمام صفات کا ربط قرآن مجید کی تعلیم سے جوڑیں۔

- بچو! ہم بھی تو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے تو ہم بھی وہی کام کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے بتائے ہیں۔ آج ہم دیکھیں گے کہ ہم وہ کام کیسے کریں جن کو کر کے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔ ہمیں اپنے اندر کیا خوبی پیدا کرنی ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)

- بچو! سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو اپنی زندگی میں بہت اہمیت دی۔ قرآن مجید کو سیکھا، اس پر عمل کیا اور سب لوگوں تک اس کا پیغام بھی پہنچایا تو ہمیں بھی یہی کام کرنا ہے۔

- بچو! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال سنگترہ کی طرح ہے کہ اس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی۔ اور جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی طرح ہے کہ اس کا ذائقہ تو اچھا ہوتا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی۔ اور جو گنہگار آدمی قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال پھول کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ اور جو گنہگار شخص

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کوڑتمہ کی طرح ہے کہ اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو ہوتی ہی نہیں ہے۔(صحیح البخاری 5020)

حدیث کو سمجھانے کے لیے بچوں کو خوشبودار اور کڑوی چیز دکھائی جائے۔ پھر بچوں کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے ہمیں قرآن مجید دیا ہے تا کہ ہم اس کو پڑھ کر ایک خوشبودار پھل کی مانند ہوں۔

بچوں کے سامنے مختلف کُتب مثلاً انسائیکلو پیڈیا، کہانی کی کتابیں، سکول کی کتابیں وغیرہ کے ساتھ قرآن مجید رکھیں۔ باری باری ہر کتاب بچوں کے سامنے کھولتے جائیں اور ان کو بتاتے جائیں کہ یہ کتاب کس چیز کے بارے میں معلومات دیتی ہے اور کس چیز کی نہیں دیتی، مثال کے طور پر جانوروں کا انسائیکلو پیڈیا صرف جانوروں کے بارے میں بتاتا ہے مگر انسانوں کے بارے میں نہیں بتاتا۔ بچوں کی اس بات پر حوصلہ افزائی کریں کہ وہ استاد کو بتائیں کہ مختلف کُتب میں کن مضامین کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

- بچو! کوئی بھی کتاب خواہ کتنی ہی اچھی ہو، وہ ہر چیز کے بارے میں معلومات نہیں دیتی اور زندگی کے ہر شعبے میں اس سے آپ کو رہنمائی نہیں ملتی۔

آخر میں قرآن مجید ہاتھ میں اٹھائیں اور ترجمہ کے ساتھ چند آیات پڑھیں۔

- بچو! قرآن مجید وہ واحد مکمل کتاب ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ ہم کس طرح خود بھی بہترین انسان بن سکتے ہیں اور دوسروں کو بھی بہترین انسان بننے کے لیے بتا سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم اپنی زندگی کو کس طریقے سے گزاریں تا کہ دنیا کی زندگی بھی اچھی گزرے اور آخرت کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔

- بچو! باقی تمام کتابوں میں قرآن مجید خاص الخاص (Most special) ہے، کیونکہ یہ زندگی کے ہر معاملے میں ہدایت دیتی ہے جبکہ دوسری کتابیں زندگی کے ہر معاملے میں ہدایت نہیں دیتیں۔ اور یہی بات سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سمجھ آ گئی تھی کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

- بچو! قرآن مجید کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی بار بار تلاوت کی جائے۔ یہ تلاوت کیسے ہوگی؟ (بچوں سے پوچھیں) وضو کر کے اچھی طرح اس کو ایسے پڑھا جائے جیسے صحابہ پڑھتے تھے۔ بچو! یہ کیوں ضروری ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں) کیونکہ ایسا کرنے سے وہ دل پر اثر کرتا ہے۔ ہمارے دل کو زنگ نہیں لگتا۔ جب دل چمکدار ہوتا ہے تو اور پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور پھر ہم یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

بچوں کے سامنے قرآن مجید میں سے کوئی سی آیت کی تلاوت کر کے ان سے اس کے معنی پوچھیں۔ اگر استاد کی اپنی تلاوت اچھی نہیں، تو آسان آیت چنیں اور اس کی پریکٹس کر کے آئیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید پڑھتے تھے اور پھر رسول اللہ ﷺ کو وہی کام کرتا دیکھتے تو ان پر بہت اثر ہوتا تھا، لہٰذا وہ ہر وقت قرآن مجید پڑھتے اور رسول اللہ ﷺ نے جو کام جیسے کیا ویسے ہی کرتے، لہٰذا ہمیں بھی قرآن مجید پڑھنا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کیا کرنے کو کہہ رہا ہے۔

فلیش کارڈز کے ذریعے سے بچوں کو قرآن مجید کے بارے میں مزید واضح کریں۔

- **قران مجید ہمیں ہدایت دیتا ہے:** یہ ہمیں صحیح اور غلط کا فرق بتاتا ہے اور ہمیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کن کاموں کو کرنا نقصان دہ ہے اور کون سے کام ہمارے لیے فائدہ مند ہیں۔
- **قرآن مجید ہمارے لیے رحمت لے کر آتا ہے:** یہ ایمان والوں کو خوشخبری سناتا ہے اور بتاتا ہے کہ کون کون سے اچھے اعمال انہیں جنت میں لے کر جائیں گے۔ مثلاً والدین کی خدمت سے دنیا اور آخرت کی بھلائی، سچ بولنا۔ وغیرہ
- **اللہ تعالیٰ کے الفاظ:** یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، کسی انسان کی بات نہیں ہے۔
- بچو! قرآن مجید ہمیں سکھاتا ہے کہ کون سے کام ہیں جن کے مطابق ہمیں زندگی گزارنی ہے۔ اگر ہم قرآن مجید کے مطابق عمل نہیں کریں گے تو ہم سیدھے راستے سے بھٹک جائیں گے اور خود پر ظلم کر بیٹھیں گے۔
- بچو! اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم بھی سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح قرآن مجید کو اپنی زندگی میں کیسے اہم رکھیں! تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی راضی ہو جائے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا:

1۔ ''قرآن پڑھا کرو۔ اس لیے کہ قیامت کے دن قرآن اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارشی بنے گا۔'' (صحیح مسلم:804)

2۔ ''تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے ہیں۔'' (صحیح بخاری:5027)

چند مثالوں کے ذریعے سے بچوں کو واضح کریں۔

قرآن مجید کی تلاوت: کہاں، کب اور کیسے؟ (بچوں سے پوچھیں)

1۔ راستے، سکول اور ہر جگہ جب بھی ہم فارغ ہوں تو قرآن مجید جتنا زبانی یاد ہوا سے دہرائیں۔ اس طرح نہ کسی سے لڑائی ہوگی، نہ ہی وقت ضائع ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برسیں گی (اللہ تعالیٰ ہر کام میں ہماری مدد کرے گا)۔

2۔ ہمیں قرآن مجید کی تلاوت کا ایک وقت مقرر کر لینا چاہیے اور چھٹی کے دن ہمیں تلاوت کا وقت بڑھا دینا چاہیے۔ اچھا اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ تلاوت کیسے سیکھیں گے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں) جی ہم ماما سے کہیں گے کہ مجھے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح قرآن مجید پڑھنا سیکھنا ہے۔ اس لیے آپ مجھے اچھی سی تلاوت کی کیسٹ یا سی ڈی لا دیں تاکہ میں مزید بہتر پڑھ سکوں۔

بڑے بچوں کو یہ پروجیکٹ بھی دے سکتے ہیں کہ وہ انٹرنیٹ پر اپنے پسندیدہ قاری کی آواز میں تلاوت سنیں۔ چند اچھے قاریوں کا نام بھی بتائیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

3۔دوسرا کام ہے قرآن مجید کو سمجھنا۔کسی کلاس میں سیکھ سکتے ہیں، استاد کے پاس جا سکتے ہیں، خود سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (بچوں کو بھی جواب کا موقع دیں)۔

4۔ قرآن مجید خود پڑھنے اور سمجھنے کے ساتھ اس پر عمل بھی کرنا ہے اور اپنے آس پاس کے سب لوگوں کو بھی بتانا ہے۔

- قرآن مجید کو بہت اچھی طرح سمجھنے اور پڑھنے کے لیے ہمیں اپنے اندر وہی عادات لانی ہوں گی جو سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام میں موجود تھیں۔بچو! آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اتنا آسان کیسے کر دیا؟

- اپنے تمام کاموں میں ذمہ دار ہونا۔مثلاً جیسے چھٹیاں ہیں تو ہم ٹائم ٹیبل بنائیں گے، کیونکہ ہمیں امی کی مدد بھی کرنی ہے، ہمیں کھیلنا بھی ہے، ہمیں اپنی چیزیں (کھلونے، کتابیں، کپڑے) کھیلنے کے بعد خود سمیٹنی بھی ہیں۔ان کو ان کی جگہ پر سنبھال کر خود رکھنا ہے۔ ہر کام جو ہمیں کہا جائے اسے امانت کی طرح کرنا ہے۔ہمیں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا کیونکہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کبھی وقت ضائع نہیں کیا تو جب تمام چیزیں اپنی جگہ پر ہوں، پھر قرآن مجید کو پڑھنا اور سمجھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

اکثر ماؤں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ بچے کھیلنے کے بعد چیزیں نہیں سمیٹتے، اس لیے اس بات پر زور دیں کہ یہ کام ذمہ داری کے ہیں اور ایک قرآن پڑھنے والے مسلمان میں یہ خوبی پائی جاتی ہے۔

- سنت کی پیروی: رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین مثال ہے کہ قرآن مجید پر کیسے عمل کیا جائے۔ہمیں اپنے دن اور رات رسول اللہ ﷺ کی طرح گزارنا ہے۔

روزمرہ کی سنتیں بچوں کے ساتھ دہرالیں۔گروپ کے بچوں سے یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ ہر ایک بتائے کہ وہ کون سی سنت پر عمل کر رہا ہے۔ بچوں کو چھٹیوں کے مطابق وقت کے صحیح استعمال کی طرف رہنمائی کریں۔

- بچو! سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قاری قرآن سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا، جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا آج اسی طرح پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔تیرا جنت میں وہ مقام ہے جہاں تو آخری آیت مکمل کرے گا۔‘‘ (ابوداؤد 1464)

بچو! اسی وجہ سے ہمارے لیے یہ بات بہت اہم ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھیں اور اگر ممکن ہو تو زبانی یاد بھی کریں۔

خاکہ

خلاصہ: دو لوگ لاعلمی میں مختلف مشینوں کو چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔انہوں نے ان کا غلط استعمال کیا اور وہ اپنی کوشش میں ناکام ہو گئے۔ایک اور ساتھی نے مداخلت کی اور ان کو ہدایات کے کتابچے کے بارے میں بتایا کہ دراصل ان مشینوں کا کیا کام ہے۔پھر اس

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نے ان دونوں کو سمجھایا کہ جس طرح ہر مشین کے ساتھ ہدایات کا ایک کتابچہ ہوتا ہے، ہم انسانوں کے لیے قرآن مجید ہدایت کی کتاب ہے۔

کردار: تین سہیلیاں: صائمہ، طاہرہ اور سعدیہ۔

صائمہ اور طاہرہ کمرے کے اندر آتی ہیں (دونوں آپس میں باتیں کررہی ہیں) وہاں کمرے میں کچھ سبزیاں، استری، مصالحہ پیسنے والی مشین اور کپڑے وغیرہ رکھے ہیں۔

صائمہ: دیکھو! سعدیہ کا کتنا کام ابھی رہتا ہے۔

طاہرہ: ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی مدد کرنا چاہیۓ، کیوں نہ ہم اس کا کچھ کام کر دیں۔ جب وہ آۓ گی تو یہ دیکھ کر کتنی خوش ہوگی کہ ہم نے اس کا سارا کام کر دیا۔ (طاہرہ استری اٹھاتی ہے اور پھر کچھ سبزیوں کو اس کے اندر ڈالنے کی کوشش کرتی ہے)

صائمہ: ارے! یہ تم کیا کررہی ہو؟ ان کو صحیح مشین میں ڈالو۔

طاہرہ: میں تو کچھ بھی غلطی نہیں کررہی۔ سعدیہ کی مشین ٹھیک نہیں۔ یہ صحیح کام نہیں کرتی۔

صائمہ: اچھا اس کو چھوڑ دو۔ دیکھو کتنے کپڑے پڑے ہیں۔ ان کو استری کر لیتے ہیں۔

طاہرہ: (آگے بڑھتی ہے اور مصالحہ پیسنے والی مشین سے کپڑے استری کرنے کی کوشش کرتی ہے) یہ بھی کام نہیں کررہی۔ یہ کسی بھی طرح کپڑوں کو استری نہیں کررہی۔

صائمہ: سعدیہ کی تمام چیزیں بے کار ہیں۔

(سعدیہ کمرے میں داخل ہوتی ہے)

سعدیہ: السلام علیکم! بھئی تم لوگوں نے کمرے میں چیزیں کیوں پھیلا رکھی ہیں۔

طاہرہ: ہم نے کیا پھیلا رکھی ہیں؟ تمہاری کوئی بھی چیز کام نہیں کررہی۔

صائمہ: بالکل! تمہاری کوئی بھی چیز کام نہیں کرتی۔ ہم نے تو سوچا تھا کہ ہم تمہارے کاموں میں تمہاری مدد کریں گے۔

سعدیہ: (پریشان ہو کر) یہ کیسے ہوسکتا ہے!!! جب میں گئی تھی تو ہر چیز ٹھیک کام کررہی تھی۔

صائمہ: دیکھو! یہ کپڑے استری ہی نہیں ہورہے (وہ مصالحہ پیسنے والی مشین اٹھاتی ہے اور اس کو دکھاتی ہے)۔

طاہرہ: ہاں، اور دیکھو یہ سبزیاں بھی پک نہیں رہیں اس میں (وہ استری ہاتھ میں لے کر کہتی ہے)۔

سعدیہ: (سر پکڑ کر بیٹھ جاتی ہے) تم دونوں یہ کیا کام کررہے ہو؟

صائمہ اور طاہرہ: کیا۔۔۔۔۔ہم نے کیا کیا ہے؟

سعدیہ: دیکھو! ہر مشین کا اپنا ایک کام ہوتا ہے اور اس کو اسی کام کے لیے استعمال ہونا چاہیۓ جس کام کے لیے وہ بنائی گئی ہے۔ ہر مشین

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کے ساتھ ایک چھوٹا سا کتابچہ ہوتا ہے، وہ بتاتا ہے کہ اس مشین سے کیا اور کیسے کام لینا ہے۔

طاہرہ: اوہ! تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم جب بھی کوئی مشین استعمال کریں تو استعمال سے پہلے اس سے متعلق کتابچے کو ضرور پڑھ لیں کہ اس مشین کو استعمال کیسے کرنا ہے؟

صائمہ: تمہارا مطلب یہ ہے کہ جب ہم ایسا کریں گے تب ہی ہم مشین کو صحیح طریقے سے استعمال کر سکیں گے اور تب ہی کام بھی صحیح طریقے سے ہوگا؟

سعدیہ: جی ہاں! اب دیکھو! یہ استری کی کتاب ہے اور یہ بتائے گی کہ اس کو کیسے استعمال کرنا ہے؟

طاہرہ: صائمہ دیکھو ہم اس کو غلط استعمال کر رہے تھے! (صائمہ اور طاہرہ ہر مشین کے کتابچے کو کھول کر پڑھنا شروع کر دیتی ہیں)

صائمہ: اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر مشین کے ساتھ ایک کتاب بھی ملتی ہے۔

سعدیہ: بالکل ٹھیک!!

طاہرہ: میرا خیال ہے کہ ہر مشین کے ساتھ کتاب کا ہونا ضروری نہیں!! ہم انسان بھی تو مشین کی طرح کام کرتے ہیں مگر ہمارے ساتھ تو کوئی کتاب نہیں ہوتی۔

سعدیہ: (مسکراتے ہوئے) ہمارے لیے بھی ایک کتاب ہے!!!

صائمہ: اچھا! واقعی! وہ کتاب مجھے دے دو!! تاکہ میں اپنی زندگی کو بہترین کاموں میں لگا سکوں۔

طاہرہ: ہاں ہاں! براہ مہربانی ہمیں یہ بتاؤ کہ ہمیں یہ کتاب کہاں سے ملے گی تاکہ اس پر عمل کر کے ہم غلطیاں نہ کریں۔

سعدیہ: (بچوں سے پوچھتی ہے) بچو! کیا آپ بتائیں گے یہ کون سی کتاب ہے؟ قرآن مجید!

طاہرہ: الحمدللہ! اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے کہ اس نے ہمیں ایک ہدایت کی کتاب دی جس پر ہم عمل کر کے صحیح کام کریں۔ (سعدیہ ان دونوں کے ہاتھوں میں قرآن مجید دیتی ہے اور وہ دونوں اس کو خوشی خوشی پڑھتی ہیں)۔

سعدیہ: دیکھو اس میں کتنی اچھی باتیں لکھی ہیں، وہ کام جو ہم کر سکتے ہیں! یہ کتاب بتاتی ہے کہ ہمیں اپنی آنکھوں کو کس طرح استعمال کرنا ہے، ان سے کیا دیکھنا ہے۔ اپنے ذہن کو کس طرح استعمال کرنا ہے اور اس سے کیا سوچنا ہے۔ اور بھی بہت کچھ ہے اس میں۔ اس کتاب کے آنے سے پہلے لوگ بہت غلط کام کرتے تھے اور جس جس نے اس کتاب کو پڑھا اور پھر ویسے کام کیے، ان کی زندگی آسان اور بہترین ہوگئی۔

طاہرہ: سنو! میں اس کو سمجھ نہیں سکتی، یہ تو عربی میں ہے۔

صائمہ: ہاں! اب ہم کیا کریں؟

سعدیہ: ابھی سے تلاوت کے ساتھ ساتھ سمجھنا شروع کرو کہ قرآن مجید میں کیا لکھا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے کیا کہہ رہا ہے؟

صائمہ: (سوچ کر) اچھا! اب مجھے سمجھ آئی ہے کہ امی جب کہتی ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کرو تو وہ کیوں چاہتی ہیں کہ میں زیادہ سے

AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

زیادہ قرآن مجید پڑھوں۔

طاہرہ: کیوں؟

صائمہ: تم نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ کے بارے میں نہیں سنا کہ انھوں نے سب سے زیادہ وقت قرآن مجید کو دیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے اور ان کو جنت بھی ملے۔

طاہرہ: بھئی میں تو بہت خوش ہوں۔ اب میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھوں گی تاکہ مجھے قرآن مجید پڑھنے کی عادت ہو جائے اور اس میں تو میرا ہی فائدہ ہے نا!

سعدیہ: بچو! اب آپ بھی بتائیں کہ آپ سب کیسے اپنا زیادہ سے زیادہ وقت قرآن مجید کے ساتھ گزاریں گے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 4 سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ

- وہ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو سمجھ سکے۔
- وہ ان کے عشرہ مبشرہ اور امین الامت ہونے کی وجوہات جان لے۔
- وہ سنت سے محبت اور اس کی پیروی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرلیں۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- امین الامت

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز اور قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: ابوعبیدہ بن جراح، رضی اللہ عنہ، امین الامت، اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

رہنمائی برائے اساتذہ :

- استاد سبق پڑھاتے ہوئے سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے امین الامت ہونے کے کردار کو واضح کرے۔ اس سبق میں امانت کی زیادہ وضاحت نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ اگلا مکمل سبق اس پر ہے۔
- بچوں کو ایک بار یاد دہانی کروائیں کہ آج ہم نے سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کیا سیکھا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

خلاصہ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ)

حلیہ	دراز قد، دبلا جسم، چہرے پر کم گوشت، داڑھی گھنی نہیں تھی، بالوں کی چوٹیاں (مسند احمد:344)
نام،لقب	عامر بن عبداللہ، امین الامت
ہجرت	•مکہ •حبشہ •مدینہ (الاصابہ لابن حجر، ج:3،ص:475،ط:العلمیہ)
غزوات	بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ (طبقات ابن سعد، ج:7،ص:269،ط:العلمیہ) خندق کے بعد: چالیس آدمیوں کے ساتھ ڈاکوؤں کے مرکزی مقام ذی القصہ پر چھاپہ مار کر ان کو پہاڑیوں پر منتشر کیا۔ (طبقات ابن سعد، ج:2،ص:66،ط:العلمیہ) خیبر سریہ ذات السلاسل: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہوا۔ (طبقات ابن سعد، ج:2،ص:100،ط:العلمیہ) فتح مکہ: نبی ﷺ کے ساتھ تھے، پھر گھڑسواروں کے امیر مقرر ہوئے۔ (سنن ابی داؤد:3024)
متفرق خدمات	•سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں پہل کی۔ (بخاری 6830) •اہل نجران کی طرف روانہ ہوتے ہوئے ’امین الامت‘ کا لقب پایا۔ (بخاری 7254)
دورِ صدیقی (فتوحات)	•شام پر چڑھائی •دمشق •معرکہ فحل •حمص •لاذقیہ •شیرز •حماۃ •معرۃ اغصمان •یرموک •بیت المقدس
دورِ فاروقی	طاعون: وبا پھوٹی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے کے باوجود علاقہ نہ چھوڑا۔ (مستدرک حاکم 5146) تقدیر پر شدت سے یقین۔
وفات	طاعون کے مرض سے۔
اوصاف	دین کی محبت اور خدمت میں زندگی گزاری۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اطاعت رسول ﷺ	• غزوہ ذات السلاسل میں فرمان رسول ﷺ کی وجہ سے اطاعت پر راضی ہوئے۔ (الاصابہ لابن حجر، ج:3،ص:477، ط: العلمیہ) • طاعون کی وبا کے باوجود جگہ نہ چھوڑی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھاگنے سے منع فرمایا ہے۔(مستدرک حاکم 5146)
سادگی	خدمت کے باوجود تنخواہ لینے سے انکار۔(صحیح ابن خزیمہ 2367)
تواضع اور مساوات	جب طاعون پھیلا تو اپنے ساتھیوں کو موت کے منہ میں چھوڑ کر خود مدینہ جانا گوارا نہیں کیا۔(مستدرک حاکم 5146)
امانت	نبی کریم ﷺ نے امت محمدیہ میں سب سے زیادہ امانت دار شخص قرار دیا۔ (بخاری 7254)

یہ نکات اساتذہ کے لیے مرتب کیے گئے ہیں تا کہ پڑھاتے وقت واقعات کے تسلسل میں انھیں آسانی رہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ کیا آپ نے اپنے دوستوں کو بتایا ہے کہ آپ منارالاسلام میں جا رہے ہیں اور یہ بھی کہ یہاں کیا کیا سیکھیں گے؟

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ ہمیں قرآن مجید کو کیسے پڑھنا ہے؟ اس کو پڑھنے کا ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟ وہ کون کون سے کام ہیں جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیے، جس کی وجہ سے ان کے لیے قرآن مجید کو زیادہ وقت دینا آسان ہو گیا۔

- آج ہم جن صحابی کے بارے میں پڑھ رہے ہیں، پہلے میں آپ کو ان کی شکل وصورت کے بارے میں بتاؤں گی۔ وہ بہت خوش شکل اور ہنس مکھ تھے۔ ان کا قد لمبا اور جسم دبلا تھا۔ ڈاڑھی گھنی نہ تھی۔ بچو! دیکھنے میں تو خوبصورت لگتے تھے، مگر بہت ہی شرمیلے تھے۔

- بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کس دوست نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا؟ (بچوں کو جواب کا موقع دیں)۔ جی! سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔ کیا آپ کو یہ معلوم ہے کہ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا تھا؟

- بچو! شروع میں جو بھی مسلمان ہوتا تو مکہ کے کافر اس کو بہت تنگ کرتے تھے۔ سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے کے بعد مکہ معظّمہ میں بہت برے حالات اور شدید مخالفت میں زندگی بسر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی نے کیسا بھی سلوک کیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ سچا مانا اور وہی کچھ کیا جو رسول اللہ ﷺ نے کرنے کا حکم دیا۔ شعب ابی طالب میں آپ ﷺ کے ساتھ تین سال رہے۔

بچوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ جو بھی مسلمان ہوتا رسول اللہ ﷺ ان کو کیا کام کرنے کو کہتے تھے؟ سب کو ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیتے تھے اور قرآن مجید سکھاتے۔

- سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خود تو اسلام قبول کر لیا تھا لیکن ان کے والد نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ وہ شرک کرتے تھے یعنی بتوں کو اپنا خدا مانتے تھے۔ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا بہت دل چاہتا تھا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں لیکن وہ مسلمان نہ ہوئے۔ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر والوں سے بہت محبت تھی لیکن وہ جانتے تھے کہ مسلمان کو خواہ کچھ بھی پسند ہو، مگر وہ وہی کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جن کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے۔

- جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو دو سال بعد جنگ بدر ہوئی۔ یہ پہلی جنگ تھی جو مکہ کے کافر اور مدینہ کے مسلمانوں

AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کے درمیان ہوئی۔ بچو! یہ جنگ مسلمانوں کے لیے بہت مشکل تھی کیونکہ اس جنگ میں مسلمانوں کا مقابلہ جن کافروں سے تھا وہ ان کے اپنے قریبی رشتہ دار تھے۔ مسلمان تو ان سے لڑنا نہیں چاہتے تھے مگر کافر ہی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے آئے۔ کافر سمجھتے تھے کہ وہ بہت طاقت ور ہیں اور مسلمانوں کو مار بھگائیں گے۔ ادھر مسلمانوں کے لیے یہ بہت مشکل وقت تھا کیونکہ وہ جنگ کی نیت سے گھر سے نہیں نکلے تھے اس لیے اسلحہ، سواریاں اور مجاہدین کی تعداد بھی کم تھی۔

- جنگِ بدر میں سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بہت بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔

- بچو! ایک اور واقعہ سنیں۔ اس کو سننے کے لیے آپ سب کو صحابہ کی طرح متوجہ ہو کر بیٹھنا ہوگا۔ چند عیسائی نجران سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ اپنے صحابہ میں سے کسی کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ وہ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلے کرے۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کون یہ کام بہترین طریقے سے کرسکتا ہے۔ ان کی باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شام کو میرے پاس آنا میں آپ کے ساتھ ایک شخص بھیجوں گا جو امانت دار ہے۔'' (آپ ﷺ نے ۳ مرتبہ فرمایا)۔

بچو! یہ بات سن کر بہت سے صحابہ کے دل میں خیال آیا کہ کاش وہ خوش نصیب (lucky) صحابی وہی ہوں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان صحابہ میں سے تھے۔ اس روز وہ مسجد نبوی میں پہنچ گئے کہ شاید رسول اللہ ﷺ ان کا نام لے لیں۔ اور ان کو اتنی بڑی نیکی کے کام کا موقع مل جائے۔

بچوں کو یہ کہانی اپنے الفاظ میں سنائیں۔ اس واقعے کو بہت فطری انداز میں پیش کریں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نیکی کمانے کی بے قراری اور شوق اپنے لہجے سے بھی واضح کریں۔ بچوں کو بتائیں کہ آج کل ہم جنہیں عیسائی کہتے ہیں وہ نصرانی ہیں۔

بچو! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لیڈر بننے، پیسے یا شہرت حاصل کرنے کا شوق نہیں تھا۔ بلکہ ان کی یہ خواہش تھی کہ ان نصرانیوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے صحابی کی جو خوبیاں بتائی ہیں وہ سب ان میں موجود ہوں۔ آپ ﷺ جب نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو بڑے غور سے دائیں بائیں دیکھنے لگے۔ اس دوران سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بار بار اپنا سر اوپر اٹھاتے تاکہ آپ کی نظر مبارک ان پر پڑے۔ آپ ﷺ مسلسل نمازیوں کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ آپ کی نظر مبارک سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ پر پڑی تو انہیں اشارے سے اپنے پاس بلایا اور ان لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ ''یہ امت کا امین ہے، اس کو تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔'' یعنی وہ امانت دار تھے اور اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کا انتخاب کیا۔ (صحیح بخاری 4380 و مستدرک حاکم 5156)

بچوں کو یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ جہاں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شوق تھا کہ یہ اعزاز ان کو نصیب ہو، وہاں ان کے دل میں سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا نام سن کر ذرا بھی حسد پیدا نہیں ہوا۔

بچو! سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ان کو لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لیے ان کی امانت کی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

وجہ سے چنا۔ کیونکہ امین وہ شخص ہوتا ہے جو قابل اعتماد اور پسندیدہ ہو۔ (حافظ ابن حجر، فتح الباری، ج:7،ص:93، حدیث 3744)

بچو! سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ صرف امین ہونے کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ اپنی بہادری کی وجہ سے بھی مشہور تھے۔ایک روز رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے ایک دستے کو قریش کے ایک کافر گروہ کو ختم کرنے کے لیے بھیجا اور سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر بنایا۔ اس سفر کے لیے آپ ﷺ نے کھجوروں کا ایک تھیلا ان کو دیا۔ مسلمانوں کے اس وقت حالات یہ تھے کہ آپ ﷺ کے پاس اس کے علاوہ اپنے ساتھیوں کو کھلانے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ گھبرائے نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو فوراً مانا اور اپنے تمام ساتھیوں کا بھی خیال رکھا اور جو امانت رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دی تھی یعنی کھجوریں وہ بھی بہترین انداز میں تقسیم کیں۔آپ روز ہر مجاہد کو ایک کھجور دیتے۔ یوں سب کو ان کا حصہ بھی ملتا رہا اور وہ خوش تھے کہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سب کے ساتھ انصاف سے پیش آ رہے ہیں۔(بخاری 4360)

جب وہ سب کھجوریں ختم ہوگئیں تو انہیں کافی پریشانی ہوئی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور سمندر کے ساحل پر ایک چھوٹی پہاڑی جتنی مچھلی آ گئی جسے وہ تین سو لوگ، اٹھارہ دن تک کھاتے رہے۔وہ مچھلی اتنی بڑی تھی کہ اس کی دو پسلیاں انہوں نے جوڑیں اور ان کے درمیان میں سے اونٹ کو گزارا تو اونٹ بآسانی اس میں سے گزر گیا۔(صحیح بخاری 2483)

بچوں کو مختصراً بتایا جا سکتا ہے کہ عموماً اگر ہمارے پاس ضرورت سے کم چیزیں ہوں تو ہمارا رویہ یہ ہوتا ہے کہ ہم شیئر نہیں کرتے یا پھر صرف ان ساتھیوں کو دیتے ہیں جن سے ہماری دوستی ہو۔لیکن سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امین تھے اس لیے انھوں نے ہر کام میں انصاف کیا۔

جنگ یرموک میں عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم دیا تھا کہ اگر لڑائی ہو جائے تو ابوعبیدہ کو سپریم کمانڈر بنانا۔(مسند احمد:344)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کاش آپ کسی کو ولی عہد بنا دیں۔انہوں نے فرمایا: اگر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہوتے اور میں انہیں امیر بنا دیتا، پھر میں فوت ہو کر اللہ کے پاس جاتا اور اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھتے: ابوعبیدہ کو کیوں امت محمدیہ کا خلیفہ بنا کر آئے ہو؟ تو میں کہتا: میں نے آپ کے بندے اور خلیل کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔(المسند للشاشی:617)

سیدنا عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں سے کس سے سب سے زیادہ محبت کرتے تھے؟ فرمانے لگیں کہ ابوبکر سے، میں نے پوچھا کہ ان کے بعد، فرمایا: عمر سے، میں نے پوچھا: پھر؟ فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح سے۔سیدنا عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: ان کے بعد؟ لیکن اس مرتبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش رہیں۔(سنن ترمذی:3657)

بچو! آپ کا کیا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو کیوں پسند فرماتے تھے؟

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اس سوال کے ساتھ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے تمام اہم نکات بچوں کے ساتھ دہرالیں۔

سیدنا ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا اور ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ (اگر اپنی حیات طیبہ) میں کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ پھر اس کے بعد کس کو؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو بناتے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو، پھر اس کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں۔ (صحیح مسلم 2385)

اسی طرح نبی ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کی تجویز دی۔

(صحیح بخاری 3667)

بچوں سے اس حدیث کو سوالیہ انداز میں بھی پوچھا جاسکتا ہے کہ وہ بوجھیں رسول اللہ ﷺ نے کس کس کا نام لیا؟

سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ رومی بہت قیمتی لباس پہنتے اور شاہانہ انداز میں رہتے۔ اس لیے ان کو مسلمانوں کی سادگی دیکھ کر سمجھ ہی نہ آتا کہ مسلمانوں کا سپہ سالار کون اور کہاں ہے۔

بچو! کچھ عرصہ کے بعد ملک شام میں ایک بہت خطرناک بیماری پھیل گئی۔ اس کو طاعون کہتے تھے۔ جس کی وجہ سے لوگ مر رہے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس صورت حال کا پتہ چلا تو انہیں سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی فکر ہوئی۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اس میں یہ لکھا تھا کہ مجھے آپ سے ضروری کام ہے اور آپ کے بغیر وہ کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین پر رحم کرے، وہ ایسے لوگوں کو بچانا چاہتے ہیں جو کبھی بھی باقی رہنے والے نہیں ہیں۔'' پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جوابی خط لکھا اور اس میں کہا کہ میں مسلمانوں کے لشکروں میں سے ایک لشکر میں ہوں اور انہیں مصیبت میں چھوڑ کر اپنی جان نہیں بچانا چاہتا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا خط پڑھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: ''کیا ابو عبیدہ فوت ہوگئے ہیں؟'' فرمایا: ''نہیں۔'' پھر انہوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ڈٹ جانے کا کہا کہ اردن کا سارا علاقہ وباء سے متاثر ہو چکا ہے اور جابیہ نامی شہر وبا سے محفوظ ہے، اس لیے آپ مسلمانوں کو لے کر وہاں چلے جائیں۔ جب ابو عبیدہ کے پاس یہ خط پہنچا تو انہوں نے اپنے منادی سے کہا کہ لوگوں میں کوچ کرنے کا اعلان کردو۔ جب آپ اپنی سواری کے پاس سوار ہونے کے لیے آئے تو رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو پاؤں موڑ لیا اور فرمایا: ''میرا تو یہی خیال ہے کہ مجھے بیماری چمٹ گئی ہے۔'' کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ فوت ہوگئے اور لوگوں سے وباء دور ہوگئی۔ (مستدرک حاکم 5146)

یہاں سے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل کا علم ہوتا ہے۔ جب نبی ﷺ کا حکم سامنے آگیا تو انہوں

نے آنکھیں بند کر کے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ انہیں موت آ گئی۔

بچوں کو اس واقعے کی وضاحت دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طاعون کے علاقے سے نکلنے کو منع فرمایا ہے تاکہ یہ بیماری دوسرے علاقے کے لوگوں کو بھی نہ لگ جائے۔ چونکہ اس وقت سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس مرض میں مبتلا نہیں ہوئے تھے اس لیے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کو واپس بلانا چاہتے تھے۔ لیکن ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ طاعون کے جراثیم ان کے جسم میں موجود ہو سکتے ہیں، اس لیے انہوں نے وہ جگہ نہ چھوڑی تاکہ ان کی وجہ سے دوسرے علاقوں کے لوگ اس بیماری میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اور وہ اپنے باقی فوجیوں کو خطرے میں چھوڑ کر صرف اپنی جان بچانے کے لیے مدینہ نہیں جانا چاہتے تھے۔

- نبی ﷺ نے انہیں دنیا میں ہی جنتی قرار دے دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم، سب کے سب) جنت میں ہیں۔ (سنن ترمذی:3747)

اسی طرح نبی ﷺ نے انہیں انتہائی اچھا آدمی قرار دیا۔ (سنن ترمذی 3795)

- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنی دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''میں یہ چاہتا ہوں کہ ابو عبیدہ بن جراح جیسے لوگوں سے یہ گھر بھرا ہوا ہوتا۔'' (حلیۃ الاولیاء، ج:1،ص: 102 وسندہ حسن)

- عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک اہم ذمہ داری کے لیے کچھ صحابہ کو کہا لیکن ذمہ داری اہم ہونے کی وجہ سے صحابہ نے معذرت کر لی یعنی انھوں نے کہا کہ وہ یہ نہ کر پائیں گے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ یہ ذمہ داری نبھانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ پھر جب وہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے بعد واپس آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک ہزار دینار دیے۔ تو سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''اے ابن خطاب! میں نے یہ کام تمہارے لیے نہیں کیا، بلکہ میں نے یہ کام اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا ہے اور میں اس کام کی کوئی اجرت نہیں لوں گا۔'' اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ ہمیں اس قسم کی ذمہ داریوں کے لیے بھیجا کرتے تھے اور ہمیں مزدوری دیتے تو ہم مزدوری لینا پسند نہ کرتے مگر رسول اللہ ﷺ ہمیں زبردستی مزدوری دے دیتے تھے) اس لیے اے ابو عبیدہ! تم بھی اس مزدوری کو قبول کر لو اور اسے اپنی ضروریات میں استعمال کرو۔'' چنانچہ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے وہ مال قبول کر لیا۔ (صحیح ابن خزیمہ:2367)

بچو! سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو جب کوئی کام کہا جاتا تو وہ اس کو دین کا کام سمجھ کر صرف اللہ کی رضا کے لیے فوراً کرتے اور اس کے لیے کوئی پیسے لینا پسند نہ فرماتے۔ لیکن جب نبی ﷺ کی حدیث بتائی گئی تو فوراً اس پر عمل کر لیا۔

ہم نے سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سیرت سے کیا سیکھا؟

- سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے رہنما

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کرے گا اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے گا، وہ جنت میں جائے گا۔ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میں ہمیں کیا کیا خوبیاں نظر آئیں:

- بہت امانت دار تھے۔
- اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتے تھے۔
- رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔

اسی لیے تو سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' آتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا''۔ یعنی انھوں نے ہر وہ کام خوشی سے کیا جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا تو زندگی میں ہی جنت کی بشارت مل گئی۔

✎ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو امین الامت اس لیے کہا گیا کہ انھوں نے دین کے ہر معاملے میں امانت داری کی۔ کوئی ایسا کام نہ کیا جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے موت کو بھی اپنا لیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ طاعون والے علاقے سے نہ نکلا جائے۔

✎ آج ہم نے سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے امین الامت ہونے کے بارے میں جانا۔ اگلی کلاس میں ہم دیکھیں گے کہ ہم یہ کام کیسے کر سکتے ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 5 — ہم امین کیسے بنیں؟

- **مقاصد:** اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ
  - امانت کے معنی جان لے۔
  - امین بننے کے عملی پہلو اس پر واضح ہو جائیں۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- امین

- **سبق کا دورانیہ:** 30 منٹ

خاکے کا دورانیہ: 15 منٹ

درکار اشیاء: خاکہ کے لیے: کاغذ، پھٹی ہوئی کتاب۔

سبق کے لیے: فلیش کارڈز اور قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: امین۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

- **رہنمائی برائے اساتذہ :**
  - اس سبق کی تیاری میں ''حسنِ اخلاق'' از ڈاکٹر فرحت ہاشمی، استاد کے لیے مددگار کتاب ہے۔
  - خاکہ (skit) کی پہلے سے اچھی طرح تیاری کر لینا صحیح پیغام پہنچانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔
  - اس سبق میں استاد خود کم سے کم بولیں اور بچوں کو زیادہ سے زیادہ بولنے کا موقع دیں اور ان سے مثالیں لینے پر توجہ دیں۔

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ آپ سب کیسے ہیں؟ الحمد للہ میں بھی ٹھیک ہوں۔ آپ نے کون سے دو نئے صحابہ کے بارے میں پڑھا؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی آپ کو کون سی بات اچھی لگی؟ سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ شام کے ملک سے واپس کیوں نہ لوٹے؟

- بچو! ہمیں کوئی بھی کام کرتے وقت یاد رکھنا چاہیے رسول اللہ ﷺ ہمارے رہنما ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے تمام ساتھیوں کو یہ بات معلوم تھی۔ اس لیے وہ اپنے ہر کام آپ ﷺ کی طرح کرنا پسند کرتے تھے۔ سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت کچھ سیکھا اور آپ ﷺ نے ان کو امین الامت کا لقب دیا کیونکہ وہ اپنے ہر کام میں امانت دار تھے۔
- امانت دار بننا ان کو اس لیے آسان لگتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔ ابو عبیدہ بن جراح کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" آتا ہے کیونکہ انھوں نے اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا۔
- بچو! جنت میں جانے کے لیے اب ہمیں ایک اور اچھا کام معلوم ہوا جو صحابہ کرتے تھے۔ ہم بھی تو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے بہترین نمونہ (رول ماڈل) ہیں۔ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے۔ تو ہم بھی وہی کام کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے بتائے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہم وہ کام کیسے کریں جنھیں کر کے سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔ ہمیں اپنے اندر کون سی خوبی پیدا کرنی ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔
- بچو! امین کون ہوتا ہے؟؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ امین ایسا شخص ہوتا ہے جس پر سب کو یقین ہوتا ہے کہ وہ قابل بھروسہ ہے اور کسی کو دھوکہ نہ دے گا۔ جو چیز جس طرح دی جاتی ہے اس چیز کو اسی طرح واپس لوٹا دیتا ہے۔ جو بات ہم بولیں، جو کام ہم کریں، سب میں امین ہوں۔ بچو! یاد رکھنا ہے کہ امانت صرف پیسے میں ہی نہیں بلکہ ہر بات اور کام میں بھی ہوتی ہے۔
- بچو! آپ کا کیا خیال ہے کہ امین بننا آسان ہے یا مشکل؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی ہم سب میں پیدا کی ہے۔ اب ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس خوبی کو اپنی پختہ عادت بنا لیں۔ یہ عادت ہم کیسے بنا سکتے ہیں؟ جب ہم قرآن مجید کا علم حاصل کریں گے اور ہر کام کو کرنے کا درست طریقہ جانیں گے اور پھر بالکل ویسے ہی کریں گے جیسا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

استاد بچوں کو امین الامت کا بتاتے وقت مسکرائے اور بچوں کے آنکھوں میں دیکھ کر بات کرے تا کہ وہ اس کی اہمیت کو جان سکیں۔

- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی ہمیں امانت کے بارے میں بتایا: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ﴾

"اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھتے ہیں۔" (المومنون: ۸)

قرآن مجید کھول کر اس میں سے یہ آیت بچوں کو دکھائیں۔ بڑے بچوں سے تلاوت بھی کروائیں۔

- بچو! رسول اللہ ﷺ امانت کو اتنا اہم جانتے تھے کہ اپنے خطبوں میں اکثر یہ فرمایا کرتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اس میں ایمان نہیں جس میں امانت نہیں۔ اس کا دین نہیں جس میں عہد کی پابندی نہیں۔"

(مسند احمد 12383)

- ہمیں رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے امانت کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ لوگ آپ ﷺ کے پاس اپنی چیزیں رکھواتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہر چیز کو نہ صرف سنبھال کر رکھتے بلکہ پورا پورا لوٹا دیتے۔

- بچو! اس حدیث میں ایمان اور امانت کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ وہ کیوں؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔

- ایمان کیا ہوتا ہے؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔ اللہ تعالیٰ کو ماننا اور اس بات کا یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر کام کو دیکھ سکتا ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے ہمارے ہر کام کے بارے میں پوچھے گا۔

- بچو! اس کا مطلب ہے کہ جو امانت کا خیال رکھتا ہے وہ یہ سوچتا ہے کہ مجھے اپنے ہر کام میں سچا ہونا ہے، ہر کام کو اس طرح کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا کیا نعمتیں دی ہیں؟ (بچوں کے ساتھ ایک لسٹ بنائیں)۔ گھر، کھلونے، امی ابو، پیسے، کسی کا راز، سکول کا کام وغیرہ۔ بچو! یہ سب ہمارے پاس ایک امانت ہیں اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ہم کس کس کام میں سچے اور امین ہیں۔

استاد بچوں کو امانت کے دائرہ کار میں آنے والے کاموں کا واضح تصور دے۔

- بچو! ہم دیکھتے ہیں کہ امانت میں کیا کیا آتا ہے اور ہم بھی ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرح امین کیسے بن سکتے ہیں؟

بچو! اللہ تعالیٰ یہ دیکھ رہا ہے کہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہیں، ہم ان کا استعمال کیسے کرتے ہیں؟

فلیش کارڈز کے ذریعے سے بچوں کو امانت کے بارے میں مزید واضح کریں۔

نماز: وضو اور صفائی کا خیال، وقت پر ادا کرنا، صرف اللہ تعالیٰ کے لیے بہت اچھی نماز پڑھنا، تمام دعائیں یاد کرنا۔

قرآن مجید کی تلاوت: ہر روز صحیح مخارج کے ساتھ پڑھنا، تلاوت کے بعد اس کو سمجھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا۔

کھلونے: ان کو حفاظت سے رکھنا، مل جل کر کھیلنا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سکول: جو کچھ پڑھایا جائے اس پر توجہ دینا، ہوم ورک اچھی طرح کرنا، سکول کی کسی چیز کو خراب نہ کرنا۔

پارک: جھولے کا خیال، پھول نہ توڑنا اور پارک کی ہر چیز کو احتیاط سے استعمال کرنا بھی امانت میں آتا ہے۔

وقت: ضائع نہ کرنا، ایسے کاموں میں استعمال کرنا جن سے اللہ راضی ہو۔

لوگوں کے ساتھ: اگر کوئی ہماری چیزوں کا خیال نہ رکھے تو جواباً اس سے نہ لڑنا اور نہ ہی اس کی چیز خراب کرنا۔ اسی طرح اگر ہم کسی کے گھر مہمان بن کر جائیں تو وہاں کی ہر چیز کو احتیاط سے استعمال کرنا۔

جسم: صحت بخش کھانا کھانا، باقاعدہ ورزش کرنا، اپنے ہر عضو سے وہی کام لینا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے۔

بچوں کو عملی طریقے سمجھائیں کہ کس طرح وہ اپنے ہر کام میں امانت دار ہوں۔ بچوں کو استاد ان کی مشکلات کا ممکنہ حل بھی بتائے۔

☛ امین بننے کے لیے ہمیں اپنے اندر وہی عادات لانی ہوں گی جو ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ میں موجود تھیں۔ بچو! آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اتنا آسان کیسے بنا دیا تھا؟ چلیں دیکھتے ہیں کہ وہ کون سے کام کرتے تھے جس نے ان کو امین الامت بننے میں مدد دی:

1۔ **سچ بولنا:** ہر بات جو حقیقت میں جیسی ہو اس کو اسی طرح بتانا سچ ہوتا ہے خواہ کسی سے ڈانٹ ہی پڑ جائے۔ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے وہی کام کیا جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو، خواہ ان کا بڑے سے بڑا نقصان ہوا۔ مثلاً اگر کوئی چیز ہم سے ٹوٹ جائے یا گر جائے تو کسی اور کا نام نہیں لگانا، بلکہ صاف صاف بتا کر سوری کہہ دینا ہے، کیوں کہ سچ جنت کی طرف لے کر جاتا ہے اور جھوٹ دوزخ کی طرف۔

بچوں سے جھوٹ کی چند مثالیں لیں اور ان کو عملی حل بتائیں۔

2۔ **اللہ تعالیٰ سے محبت:** کس کس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے؟ (سب سے پہلے استاد خود ہاتھ اٹھائے)۔ الحمد للہ! ہم سب کو ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم یعنی ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرنے کے لیے کہا ہے، وہ کرنے میں نہ تو ہم سستی کریں اور نہ ہی ان کا انکار کریں۔ بچو! ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کس کس موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم مانا؟ (بچوں سے ڈسکس کریں)۔ اگر ہم بھی اپنی یہ عادت بنا لیں کہ ہر حال میں اور ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی بات مانیں تو ہمارے لیے امانت کا خیال رکھنا آسان ہو جائے گا اور لوگ بھی ہمیں امین جانیں گے۔

بچوں کو چند مثالوں سے سمجھائیں۔ مثلاً نماز، والدین کی بات ماننا، بہن بھائیوں کا خیال رکھنا، گالی نہ دینا وغیرہ۔ ان مثالوں میں یہ ڈسکس کریں کہ ہم کن کاموں میں سستی کرتے ہیں اور کون سا کام کرنے کے لیے ہمارا دل نہیں چاہتا اور پھر ان کے بہترین حل ڈسکس کریں۔

3۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت:** ہر کام جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کا حکم دیا یا خود کیا، ان کو اپنی عادت بنا لیں، یہ ہمارے لیے بہت

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ضروری ہے۔ جب ہم سنت پر عمل کرتے ہیں تو اس سے بھی امانت پوری کرنے کی عادت بنتی ہے۔

بچوں سے چند مسنون کاموں کی مثالیں لیں اور ان کو کرنے کی اہمیت کے بارے میں بات کریں۔ مثلاً کھانا کھانے کے آداب، باتھ روم جانے اور باہر آنے کے آداب وغیرہ۔

بچو! ہم بھی تو اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے۔ تو ہم بھی وہی کام کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے بتائے۔

استاد بچوں کو یہ صفات پڑھاتے وقت یاد رکھیں کہ ان تمام کو سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی زندگی کے واقعات سے جوڑنا ہے۔

آؤ بچو! اب ہم سب دعا کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ابوعبیدہ بن جراح سے راضی ہو گیا۔ اسی طرح ہم بھی امین بنیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی راضی ہو جائے۔ آمین!

خاکہ

خلاصہ: مختلف حالات میں امانت کو کیسے ادا کیا جائے گا۔

کردار: دادا جان، عثمان، عمر، امی۔

سین 1

عثمان مسجد میں ہنس رہا ہے اور خوب شور مچا رہا ہے۔

دادا جان: بیٹا! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مسجد میں شور نہیں مچاتے۔ مسجد تو اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔

عثمان: دادا جی! کیا ہو گیا۔۔۔ مسجد ہی تو ہے۔ کیا فرق پڑتا ہے اگر میں نے ذرا سا ہنس لیا اور اپنے دوست کے ساتھ بھاگ لیا۔

دادا جان: بیٹا میں نے ابھی آپ کو بتایا نا کہ مسجد تو اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسجد کے آداب بھی بتائے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے نا کہ مسلمان امین ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ہو تو وہ اس کو پوری طرح ادا کرتا ہے۔

عثمان: (سوچ میں پڑ جاتا ہے) آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ آئندہ میں خیال رکھوں گا۔ جہاں بھی جاؤں گا، ادھر جو بھی کام کروں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم یاد رکھوں گا۔ پھر ویسے ہی ہر کام کروں گا۔ مجھے بھی سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرح امین الامت جیسے کام کرنے ہیں۔ (عثمان مسکراتا ہے، اور آرام سے مسجد میں بیٹھ جاتا ہے)۔

اتنی دیر میں اذان کی آواز آتی ہے۔

عثمان: دادا جی اذان ہو گئی ہے۔ چلیں نماز پڑھ لیں۔ میں آرام سے ٹھہر ٹھہر کر، رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھوں گا۔ کیونکہ یہ بھی تو

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

امانت ہے۔

داداجان مسکرا کر شاباش دیتے ہیں۔

سین 2

داداجان گھر میں کتاب پڑھ رہے ہیں اور عثمان ہوم ورک کر رہا تھا۔

عثمان: (سامنے رکھی کتابوں کو بوریت کے ساتھ پڑھتا ہے) اف اللہ! داداجی، میری ٹیچر نے اتنا زیادہ کام دے دیا ہے۔ میں تو کر کر کے تھک گیا ہوں۔ لیکن چھوڑ بھی نہیں سکتا نا کیونکہ میں نے ٹیچر سے وعدہ کیا تھا کہ کل پورا کام کر کے لاؤں گا۔ اور جب ہم وعدہ کر لیں، تو یہ بھی تو ایک امانت ہوتی ہے نا۔ داداجی! پلیز میری مدد کریں۔ بتائیں سعودی عرب کا capital کیا ہے؟

داداجی: ریاض! آج آپ کے دوست عمر نے نہیں آنا تھا؟

عثمان: (خوش ہو کر) آنا تو ہے۔ اسی لیے تو میں جلدی جلدی اپنا کام کر رہا ہوں۔ (انگڑائی لے کر) ویسے اب میں بہت تھک گیا ہوں۔ Idea! میں اب تھوڑا سا آرام کرتا ہوں۔ پھر عمر کے ساتھ کھیلوں گا۔ ویسے بھی ٹیچر کون سا مجھے دیکھ رہی ہیں۔ اگر کچھ کام رہ بھی گیا تو کل جا کر ٹیچر کو جا کو کہہ دوں گا کہ میں بیمار تھا۔

داداجان: یہ بات تو ٹھیک نہیں۔

عثمان: کیوں؟ اب دیکھیں نا، میں اتنی دیر سے پڑھ رہا ہوں۔ مجھے کھیلنا بھی تو ہے نا۔

داداجان: اچھا! بیٹا ذرا یہ تو بتانا کہ اگر کسی صحابیؓ کو رسول اللہ ﷺ کوئی کام دیتے تھے، تو وہ کیا کرتے تھے۔

عثمان: (خوشی سے) مجھے معلوم ہے۔ فوراً ہی وہ کام کرتے تھے۔ سامنے ہی نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر جگہ۔

داداجان: کیوں؟

عثمان: داداجان! کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بات ماننا تو ہمارے لیے امانت ہے۔

داداجان: بالکل! اسی طرح اپنے استاد کی بات ماننا اور جو کام انھوں نے کرنے کے لیے کہا ہو، اس کو ویسے ہی اور وقت پر کرنا بھی امانت ہے۔

عثمان: (سوچ کر) داداجی، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں تو سکول میں بھی اپنے استاد کی بات مانتا ہوں۔ جب وہ کہتیں ہیں کہ خاموشی سے بیٹھو تو میں فوراً بیٹھ جاتا ہوں۔ اپنا کام پورا کرتا ہوں۔ میں بار بار اپنے آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ مجھے بھی امین الامت بننا ہے۔

(اتنی دیر میں عمر آجاتا ہے)

عمر: السلام علیکم! کیا حال ہے؟

عثمان: وعلیکم السلام! الحمد اللہ! میں تمہارا کب سے انتظار کر رہا تھا۔ میری کتاب لائے ہو نا؟

عمر: جی۔ یہ لو۔ (عمر عثمان کو کتاب دیتا ہے)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

عثمان: ارے یہ کیا؟ یہ تو پھٹی ہوئی ہے۔ میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ اسے سنبھال کر رکھنا۔

عمر: تو کیا ہوا! ایسا تو ہو ہی جاتا ہے۔ کتاب میز پر پڑی رہ گئی تھی اور میری چھوٹی بہن نے اس سے کھیلنا شروع کر دیا۔

عثمان: لیکن مجھے ابھی اس کو پڑھنا تھا اور اب اس کے چند صفحے تو بالکل پھٹے ہوئے ہیں۔

عمر: تو ایسی کیا بات ہوگئی۔ صرف ایک کتاب ہی تو ہے۔

عثمان: میرے دادا جی نے بتایا ہے کہ مسلمان کو جو چیز دی جائے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ کیوں کہ وہ چیز اس کے پاس امانت ہوتی ہے۔

(عمر سوچ میں پڑ جاتا ہے)

سین 3

عثمان: امی پارک میں کتنا مزہ آتا ہے نا؟

امی: الحمدللہ! دیکھو! جب ہم گھر سے باہر آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اتنی پیاری پیاری چیزیں دیکھتے ہیں تو ہمارا دل کتنا خوش ہوتا ہے۔

عثمان: بس اب میں روزانہ اپنا سارا کام ختم کر کے آپ کے ساتھ پارک آیا کروں گا۔

(عثمان بات کرتے کرتے کاغذ نیچے پھینکتا ہے)۔

امی: یہ کیا؟

عثمان: کیا؟ (اور کاغذ پھینکتا ہے)

امی: بیٹا ہم جب کسی بھی جگہ جاتے ہیں تو یہ بات ہمارے لیے امانت ہوتی ہے کہ ہم وہاں کی ہر چیز کا خیال رکھیں۔

عثمان: (معصومیت سے) آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں امی۔ میں تو بہت خیال رکھتا ہوں۔ کوئی چیز بھی خراب نہیں کرتا۔ (اور کاغذ پھینکتا ہے)

امی: (غصہ سے) اگر آپ کو امانت کا خیال ہے تو یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

عثمان: لیکن میں کوئی چیز تو خراب نہیں کر رہا۔ یہ تو کاغذ ہے۔ اب کوڑے کی ٹوکری اتنی دور ہے۔ وہاں تک کون جائے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ بعد میں کوڑے والا اٹھا لے گا۔

امی: اگر آج کسی وجہ سے صفائی والا نہ آیا یا لیٹ آیا تو سارا پارک گندا رہے گا۔ کسی بچے کو مزہ نہیں آئے گا۔ گندگی سے سب لوگ پریشان ہوں گے۔

عثمان: (شرمندہ ہو کر) اوہ! یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ اب مجھے سمجھ آئی کہ جو امین ہوگا، وہ ہر کام میں خیال رکھے گا کہ میرا ہر کام صحیح ہو اور وہ ہر ایک کا خیال رکھے گا کہ اس کی کسی بھی حرکت سے کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

استاد بچوں سے امانت پر بات کریں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 6 — سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ وہ

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے ذریعے سے حق کو تلاش کرنا سیکھ جائے۔
- حق کی تلاش میں ثابت قدمی اختیار کرنا سیکھے۔
- سنت سے محبت اور اس کی پیروی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- حق کی تلاش

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: سلمان فارسی، رضی اللہ عنہ، حق کی تلاش، مجوسیت، اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رہنمائی برائے اساتذہ :

- اس سبق کی تیاری میں ''راہِ حق کے دو مسافر'' استاد کے لیے مددگار کتاب ہے۔
- استاد سبق پڑھاتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھے کہ مختلف ادیان کے ذکر سے بچوں میں اسلام کی اہمیت واضح ہو جائے۔
- بچوں کو ایک یاد دہانی کروائیں کہ آج ہم نے سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کچھ سیکھا ہے۔

خلاصہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

نام	سلمان فارسی
والد	نام: بوذخشان، مشہور زمیندار، مالدار، رعب ودبدبہ کے مالک تھے۔ • بیٹے سے انتہائی محبت •کہیں جانے کی اجازت نہ دیتے۔
مذہب	•مجوسیت •مذہبی کاموں میں حددرجہ دلچسپی •آگ جلانے پر مقرر
اصفہان	•بستی 'جی' میں رہتے •عیسائیت سے شغف پیدا ہوا •باپ دادا کے مذہب سے بیزاری •باپ نے بیڑیاں ڈلوادیں •بھاگنے کا منصوبہ بنایا
شام	•گرجا میں ذوق وشوق سے عبادت اور پادری کی خدمت۔ پادری کی مکاری کے باوجود دین سے منحرف نہ ہوئے۔ مکار پادری کا برا انجام ہوا۔ نیا پادری نہایت نیک سیرت انسان تھا۔ نئے پادری سے محبت اور ان کی خدمت۔ بوڑھے پادری کی وصیت، موصل شہر میں ایک نیک بندہ ہے۔
موصل	نیک پادری سے ملاقات۔ شفقت سے پرورش کی۔ ان کی محبت سے فائدہ اٹھایا۔ یکسوئی کے ساتھ خدا کی عبادت کی۔ موصل کے پادری کی وصیت پھر انتقال۔
نصیبین	نیک اور خدارسیدہ پادری کی خدمت۔ وصیت اور انتقال۔ عموریہ میں یہ ایک آدمی نہایت دین دار اور پابند شرع ہے۔
عموریہ	نیک بزرگ کی عبادت اور دعاؤں میں سوز۔ بوڑھے پادری کا آخری وقت۔ نبی ﷺ عربی کی آمد کی بشارت اور نشانیاں بتائیں اور وصیت کی۔
عرب کا پرشوق سفر	قافلہ والوں کے ساتھ چل پڑے۔ دھوکہ کیا۔ غلام بنا کر یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ دن بھر یہودی کے باغات کی دیکھ بھال کرتے۔ یہودی کا چچازاد بھائی خرید کر اپنے ساتھ مدینہ لے آیا۔
مدینہ	دو سیاہ پہاڑیاں اور کھجور کے باغات والی علامات نظر آگئیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا شوق اور غلامی کے دھندے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نبی ﷺ کی مدینہ میں آمد	یہودی آقا کے پاس اس کے چچازاد بھائی کی اور نبی ﷺ کے مدینہ آنے کی خبر۔ خوشی کا اظہار۔ آقا کو ناگوار گزرا اور اس نے مارا۔
نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری	کھانے پینے کی چیزیں لے کر آپ ﷺ سے ملنے آئے۔
نبوت کی پہلی نشانی	صدقہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو دیا خود نہ لیا۔
نبوت کی دوسری نشانی	ہدیہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے خود بھی کھایا اور دوسروں کو بھی کھلایا۔
نبوت کی تیسری نشانی	آپ ﷺ بقیع الغرقد میں کسی کے جنازے میں شریک تھے۔ مہر نبوت دیکھنے کی ٹھانی، رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے۔ دھیرے سے اپنی چادر شانوں سے نیچے سرکا دی۔ مہر نبوت پر نظر پڑی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپؐ کو اپنی پوری داستان سنائی اور خدا کا شکر ادا کیا۔
یہودی سے آزادی	یہودی آقا نے 40 اوقیہ سونا اور تین سو پودے کھجور کے بدلے آزادی طے کی۔
آزادی	آپ ﷺ نے رقم کا انتظام کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں اور صحابہ کے ساتھ پودے لگائے اور اسی سال ان میں پھل آ گئے۔ (مسند احمد 23737)

❁ یہ نکات اساتذہ کے لیے مرتب کیے گئے ہیں تاکہ پڑھاتے وقت واقعات کے تسلسل میں انھیں آسانی رہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! بچو ہم نے پچھلی کلاس میں کون سے صحابی کے بارے میں پڑھا تھا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ جی سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔

> پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسے اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کی کن باتوں سے راضی ہوا؟ ہمیں سچ کہاں اور کیسے بولنا ہے؟ امانت دار ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ہم کون کون سے کام کر کے امین بن سکتے ہیں؟

- آج ہم جن صحابی کے بارے میں پڑھیں گے ان کا واقعہ ہم ان کی زبانی سنیں گے۔ یہ وہ صحابی تھے جو تب تک سکون سے نہیں بیٹھے جب تک انہوں نے حق پا نہیں لیا کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا اور طاقت ور ہے اور کوئی بھی اللہ تعالیٰ جیسا نہیں ہے جس کی عبادت کی جائے۔ اس کو کہتے ہیں حق کو پا لینا یعنی جو سچ ہے اس کو حاصل کرنا۔

> یہ بات سبق کے دوران بچوں کو بار بار بتائیں تاکہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا یہ پہلو بچوں کو ذہن نشین ہو جائے اور ان کو اندازہ ہو جائے کہ حق کو حاصل کرنا کس قدر ضروری ہے۔

- جی وہ کون سے صحابی تھے؟ ''سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ''۔ جس طرح وہ خود اپنی کہانی سنا سکتے ہیں کوئی دوسرا اس انداز سے نہیں سنا سکتا۔

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایران کے شہر اصفہان کے علاقے کا نوجوان تھا جو فارسی بولتا تھا۔ جس بستی میں ہم رہتے تھے میرا باپ اس بستی کا سردار تھا۔ وہ تمام بستی کے لوگوں میں امیر تھا۔ اس کو مجھ سے اس دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیار تھا۔ اس وجہ سے وہ مجھے گھر کے اندر ہی رکھتا تھا۔ مجھے جو چاہیے ہوتا گھر میں مل جاتا۔

> بچوں کو بتائیں کہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اس طرح اس لیے رکھا گیا تھا تاکہ وہ بہت حفاظت میں رہیں۔

- میں نے گھر میں بند رہ کر یہ دیکھا کہ میرے گھر کے لوگ آگ کو خدا مانتے تھے۔ بچو! اس کو مجوسیت کہتے ہیں۔ میں نے بھی اس کی تعلیم حاصل کی اور اس کام میں بہت محنت کی۔ اس وجہ سے سب لوگوں میں مجھے ایک خاص مقام حاصل تھا۔ اسی وجہ سے مجھے اس آگ کا نگران بنا دیا گیا جس کی ہم پوجا کرتے تھے۔ اس آگ کو مسلسل جلائے رکھنے کی ذمہ داری مجھ پر تھی۔

- بچو! چونکہ ان کے خاندان کے لوگ آگ کو پوجتے تھے اس لیے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آگ کو دیکھ کر سوچا کہ یہی طریقہ ٹھیک ہوگا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

> اس بات سے بچوں کو یہ بتانا منظور ہے کہ بعض اوقات ہمارے اردگرد کے لوگ یا دوست جو کچھ بھی کر رہے ہوتے ہیں، ہم بھی بغیر سوچے سمجھے ویسا ہی کرنے لگ جاتے ہیں کہ وہ بالکل ٹھیک کر رہے ہوں گے ۔ بچوں کو بتائیں کہ اس لیے ہمیں یہ چاہیئے کہ اگر ہمارے دوست کچھ غلط کر رہے ہوں تو ہم حق کو ڈھونڈیں جیسا کہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ڈھونڈا۔ یہاں پر گھر کی قید کو ماحول کے اثر سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب کے پاس بہت زیادہ زمینیں بھی تھیں جن میں وہ فصلیں اگاتے تھے۔ وہ روزانہ اپنے کھیتوں کی نگرانی کرنے کے لیے جاتے مگر ایک دن ان کو ضروری کام تھا تو وہ خود نہ جاسکے۔ انہوں نے مجھے بھیجا کہ بیٹا جا کر کھیتوں کی نگرانی کرو۔ میں جب گھر سے نکلا تو راستے میں ایک گرجا دیکھا جہاں عیسائی اپنے خدا کی عبادت کر رہے تھے۔ میں نے سوچا ہم تو آگ کی پوجا کرتے ہیں یہ تو کسی اور طریقے سے عبادت کر رہے ہیں۔

> بچوں کو بتائیں کہ جب انسان اپنے اردگرد لوگوں کو کچھ بھی کرتا دیکھے تو ویسا فوراً کرنے کی بجائے حق کو ڈھونڈے جیسا کہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ جیسے ہی ان کو آگ سے بہتر طریقہ عبادت نظر آیا انھوں نے اس کے بارے میں غوروفکر کیا۔

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ان کی عبادت کا انداز بہت اچھا لگا اور میں پورے دن وہاں پر ہی بیٹھا رہا اور اس دن کھیتی باڑی کے لیے نہیں گیا۔ جب میں شام کو واپس گھر پہنچا تو والد صاحب نے پوچھا آج دن بھر آپ نے کون سا کام کیا تو میں نے کہا کہ کھیتوں میں جاتے وقت میں نے گرجے میں کچھ لوگوں کو عبادت کرتے دیکھا اور مجھے ان کی عبادت بہت اچھی لگی اس لیے میں وہاں چلا گیا۔ یہ سن کر میرے والد صاحب گھبرا گئے اور میرے پاؤں میں زنجیر باندھ کر مجھے گھر میں قید کر دیا۔

- آپ نے دیکھا بچو کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ سچ سچ سب کچھ بتا دیا حالانکہ ابھی وہ مسلمان نہ تھے۔

> یہ کہتے وقت استاد بچوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے تا کہ ان کو سچ بولنے کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مجھے موقع ملا تو میں نے گرجے میں پیغام پہنچایا کہ اگر کوئی ملک شام جانے والا قافلہ آپ کے ہاں سے گزرے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کچھ دنوں بعد وہاں سے قافلہ گزرا تو میں نے اپنی زنجیر توڑی اور میں قافلے کے ساتھ شامل ہو کر شام پہنچا اور پادری سے ملا۔ اس کو میں نے بتایا کہ مجھے عیسائیت میں دلچسپی ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ عیسائی مذہب کی تعلیم حاصل کروں۔ یہ سن کر چرچ کے نگران نے مجھے اپنے پاس رکھنے کی اجازت دے دی۔

- بچو! چونکہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ جو بھی حقیقی خدا ہے اس کو ڈھونڈ کر اس کی عبادت کریں۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ہر وقت یہی فکر تھی کہ کہیں سے حق مل جائے، وہ سچ جس کی وہ تلاش میں تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ میں یہاں گرجا میں کام کرنا چاہتا

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہوں۔

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جی بھر کر اس عیسائی راہب کی خدمت کی لیکن مجھے کچھ عرصہ بعد معلوم ہو گیا کہ وہ آدمی اچھا نہیں ہے۔ وہ لوگوں سے صدقہ و خیرات لیتا ہے اور سارا مال خود ہڑپ کر جاتا ہے۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اس کے ماننے والوں کو یہ بات بتا کر اس کا جمع کیا ہوا سارا مال دکھایا۔

> بچوں کو یہ بار آور کرانا ضروری ہے کہ وہ مذہب برا نہیں تھا بلکہ اس کے ماننے والے میں خرابی تھی۔ اس لیے سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اچھا نہ لگا۔

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مزید بتاتے ہیں کہ چند دن گزرنے کے بعد لوگوں نے ایک دوسرے شخص کو اپنا مذہبی رہنما چن لیا۔ میں نے اس کی خدمت شروع کر دی اور اس سے تعلیم حاصل کرنے لگا۔ میں نے دیکھا وہ شخص بہت عبادت کرتا تھا اور یہ بھی یقین رکھتا تھا کہ ایک دن خدا کو ہر کام کا حساب دینا ہوگا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی مر گیا مجھے دوسرے راہب کے بارے میں رہنمائی کر دی۔ جن کا نام اس نے بتایا اب میں اس راہب سے تعلیم حاصل کرنے لگا۔

> بڑے بچوں کو وضاحت سے بتایا جا سکتا ہے کہ یکے بعد دیگر چار راہبوں سے مختلف علاقوں میں تعلیم حاصل کی۔ سوائے پہلے پادری کے، باقی تینوں نیک اور خدا پرست تھے۔ مرنے سے قبل ہر ایک نے سلمان رضی اللہ عنہ کو دوسرے نیک راہب کے پاس جانے کی تلقین کی۔ آخری صاحبِ علم و تقویٰ راہب نے مرتے وقت ان کو وضاحت سے بتایا کہ خدا کی قسم ۔۔۔۔ پوری زمین پر ۔۔۔۔۔ مہرِ نبوت ہوگی۔''

جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ اب میرا کیا ہوگا؟ وہ کہنے لگا کہ ''خدا کی قسم پوری زمین پر اب کوئی ایسا شخص نہیں رہا جو ہمارے مشن پر قائم ہو۔ لیکن سرزمین عرب میں ایک نبی آنے والا ہے جو دین ابراہیمی لے کر آئے گا۔ پھر وہ اپنے وطن سے ایک ایسے علاقے کی طرف ہجرت کرے گا۔ جہاں سیاہ خشک پتھروں کے درمیان کھجوروں کے باغات ہوں گے۔ اس کی چند ایک واضح نشانیاں بھی ہوں گی۔ وہ تحفہ تو کھالے گا مگر صدقہ کی چیز نہیں کھائے گا اور اس کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

> کہانی کے اس حصے کو تجسس کے ساتھ پیش کریں۔

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں ایک قافلے والوں کے ساتھ عرب کی طرف روانہ ہوا مگر میرے ساتھ دھوکا ہوا۔ جن لوگوں کے ساتھ میں نبی ﷺ کو ڈھونڈنے نکلا تھا، انہوں نے مجھے ایک یہودی کے پاس بیچ دیا۔ اب میں اس کا غلام بن گیا۔ ان دنوں رسول اللہ ﷺ مکہ معظّمہ میں اپنی قوم کو دین اسلام کی دعوت دینے میں مصروف تھے لیکن میں غلامی کی وجہ سے آپ ﷺ کے متعلق زیادہ معلومات حاصل نہ کر سکا۔

- تھوڑے عرصے کے بعد رسول اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے تو سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کھجور کے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

درخت پر چڑھا کام میں مصروف تھا۔ میرا مالک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس کا چچازاد بھائی دوڑتا ہوا آیا، اس کا سانس پھولا ہوا تھا، گھبراہٹ کے عالم میں کہنے لگا ''خدا بنوقیلہ کو تباہ کرے۔ وہ آج قبا میں اس شخص کو ملنے کے لیے جا رہے ہیں جو مکہ سے ہجرت کر کے آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔'' میں نے جب کھجور کے درخت کی چوٹی پر یہ بات سنی تو میرے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی۔ مجھے لگا کہ میں گرنے والا ہوں میں جلدی سے نیچے اترا اور جوش میں اس نبی کے بارے میں پوچھنے لگا۔ میرا یہ شوق دیکھ کر میرے مالک کو غصہ آ گیا اور اس نے مجھے تھپڑ مار کر کہا تم اپنا کام کرو۔

سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا حق کی تلاش میں رسول اکرم ﷺ کی آمد کا انتظار اور ان سے ملنے کی بے چینی کا اظہار اپنے چہرے سے بھی کریں۔

- شام ہوتے ہی سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھجوروں کا تھیلا لے کر رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے وہاں پہنچ گئے۔ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب میں دیکھتا ہوں کہ کیا ان میں وہ ساری باتیں موجود ہیں جو عیسائی پادری نے بتائی تھیں۔

- یہ دیکھنے کے لیے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ ایک نیک اور خدا سے ڈرنے والے انسان لگتے ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ کچھ مسافر ساتھی بھی ہیں۔ یہ میرے پاس صدقہ کی کھجوریں جو میں آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے وہ کھجوریں لے کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیں لیکن خود رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے کوئی کھجور نہ کھائی۔

اس کہانی کو جاندار طریقے سے اس طرح سنائیں کہ بچوں کے سامنے سارا نقشہ آ جائے۔

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا ایک نشانی تو پوری ہوئی۔ پھر میں واپس آ گیا۔ دوسرے دن مزید کھجوریں لیں اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا اور عرض کی: ''بطور تحفہ کچھ کھجوریں آپ ﷺ کے لیے لایا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے تحفہ قبول کر کے خود بھی کھجوریں کھائیں اور اپنے صحابہ کو بھی کھلائیں۔ میں نے دل میں سوچا دوسری نشانی بھی پوری ہوئی۔ پھر میں تیسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ قبرستان میں چل رہے تھے اور اس وقت آپ ﷺ نے دو چادریں پہنی ہوئی تھیں۔ میں پیچھے پیچھے چلتا رہا کہ آپ ﷺ کے شانوں پر مہر نبوت دیکھ سکوں۔

بچوں کو مہر نبوت کے متعلق بتائیں۔ یہ ایک نشان تھا جو رسول اللہ ﷺ کے کندھے کے نیچے نرم ہڈی کے پاس سیب کی طرح تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ کو سمجھ آ گئی کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک کندھوں سے نیچے ہٹا دی۔ میں نے مہر نبوت دیکھی تو پہچان گیا، اسے چوما اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا ''کیا بات ہے کیوں روتے ہو؟'' میں نے اپنی پوری درد بھری کہانی سنائی اور آپ ﷺ نے بہت غور سے میری بات سنی۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پھر آپ ﷺ نے ان کو آزاد کرانے کے لیے، اس کے مالک کو 40 اوقیہ سونا ادا کیا، جو کہ آپ ﷺ کو کسی نے تحفہ میں دیا تھا۔ مالک نے آزادی کے لیے 300 کھجور کے درخت لگانے کی بھی شرط رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے خود صحابہ کے ساتھ مل کر اس مالک کے باغ میں پودے لگائے اور اسی سال میں اس پر پھل بھی آ گیا۔ یوں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو آزادی ملی۔ اور مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں اصحابِ صفہ کے ہمراہ رہنے لگے۔ (مسند احمد 23737)

- بچو! کیا آپ کو یاد ہے کہ غزوۂ خندق میں مدینہ کو دشمنوں سے بچانے کے لیے ایک خندق کھودی گئی تھی۔ اس کا مشورہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔

استاد بچوں میں خندق کا تصور واضح کرے۔

یہ وہی خندق تھی جس کی کھدائی میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ کافر بہت دن خندق کو پار کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

ہم نے سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کیا سیکھا؟

- سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کرے گا اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے گا، وہ جنت میں جائے گا۔ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میں ہمیں کیا کیا خوبیاں نظر آئیں:

  - حق کی تلاش۔

سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کس چیز کی تلاش میں اتنا سفر کیا؟ جی! حق کی تلاش میں۔ حق کسے کہتے ہیں؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ بچو! حق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ حق کو ماننے والا وہ ہے جو دوسروں کے سامنے بھی درست رہتا ہے اور جب دوسرے سامنے نہ ہوں تب بھی اللہ کے راستے پر عمل کرتا ہے۔ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جس دین پر چل رہے ہیں اس میں سب حق اور درست ہے۔ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حق کو ڈھونڈا، قبول کیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ اب ہمیں بھی ایسا ہی کرنا ہے۔

- سیّدنا سلمان فارسی کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' آتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا''۔

- بچو! ہم بھی تو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے رہنما ہیں۔ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے۔ تو ہم بھی وہی کام کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے بتائے ہیں۔ آج آپ نے گھر جا کر سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ اپنے گھر والوں کو بھی سنانا ہے اور سوچنا ہے کہ حق کی تلاش کیسے ہوتی ہے۔ اگلی کلاس میں ہم یہ دیکھیں گے کہ ہم بھی کس طرح حق کو تلاش کریں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 7 — حق کی تلاش کیسے؟

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ

- حق کی تلاش کے طریقے جان لے۔
- اپنی صلاحیتوں کو حق کی تلاش کے لیے صحیح استعمال کرنا جان لے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- استمع

سبق کا دورانیہ: 30 منٹ

خاکے کا دورانیہ: 15 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: استمع ،اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

رہنمائی برائے اساتذہ :

- اس سبق کی تیاری کے لیے listening skills پر استاد پڑھ کر آئیں۔
- خاکہ (skit) کی پہلے سے اچھی طرح تیاری کر لینا صحیح پیغام پہنچانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! بچو ہم اب تک کون کون سے صحابہ کرام کے بارے میں پڑھ چکے ہیں؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔

> پچھلے اسباق میں کیے گئے صحابہ کے اوصاف دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نام دیا؟ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کیا خاص خصوصیت تھی؟ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کس چیز کی تلاش میں تھے؟

- بچو! دائیں طرف سے شروع ہو کر سب باری باری ایک اچھی بات شیئر کریں جو آپ نے یہاں آ کر سیکھی اور اب اس پر عمل کرنا شروع کیا۔

> استاد خود سے آغاز کرے اور کوئی ایسا عمل بتائے جس پر اس نے عمل کیا ہے۔ اس ایکٹیویٹی کے ذریعے تمام بچوں سے بات کروانا اور ساتھ ساتھ ان کے ذہن کو وسعت دینا مقصود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ استاد کو اس بات کا بھی اندازہ ہو گا کہ بچے کیا کچھ سیکھ رہے ہیں اور کن باتوں پر مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

- بچو! یہ تو ہمیں معلوم ہے نا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔ اسی لیے تو صحابہ کو ہر وقت یہ شوق ہوتا تھا کہ وہ تمام کام کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے اور خود کیے۔ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کے لیے کتنی محنت کی اور تکلیف اٹھائی۔
- وہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے تھے۔
- بچو! سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی بھی اپنے ہر کام میں حق کو ڈھونڈے اور اس پر قائم رہے وہ جنت میں جا سکتا ہے۔ ہم بھی تو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ تو ہم بھی وہی کام کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہم بھی وہ کام کس طرح کر سکتے ہیں جنہیں کر کے سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔ ہمیں اپنے اندر مزید کون سی خوبی پیدا کرنی ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔
- بچو! حق کیسے ڈھونڈا جاتا ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔
- بچو! میں آپ کو تین کارڈ دکھاتی ہوں۔ آپ نے مجھے بتانا ہے کہ ان میں سے کون سی چیز ہمیں حق کی تلاش میں سب سے زیادہ مدد دے گی۔

> بچوں کو تین کارڈ دکھائیں: آنکھ، کان، دل، دماغ۔۔۔سب کو جواب دینے دیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

- بچو! حق کی تلاش میں یہ سب اہم ہیں۔لیکن سب سے اہم کیا ہوگا؟ (بچوں کو مزید سوچنے کا موقع دیں)۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان کو بڑھانا چاہتے ہیں ان کو ایک کام کرنا ہوگا۔وہ ہے ''استمع''۔یعنی غور سے سنو۔ قرآن مجید میں ہمیں بار بار سننے کا حکم دیا گیا ہے۔

- اللہ تعالیٰ کا ایک نام السمیع بھی ہے۔اللہ تعالیٰ ہر وقت سنتا ہے، ہر ایک کی سنتا ہے۔یہاں تک کہ دل کی بات بھی سن لیتا ہے۔

- لیکن ہم کیسے سنیں؟ کیا سنیں؟ کیونکہ ہمارا مقصد تو حق کی تلاش ہے۔ سننے کے لیے تو ہمیں بہت کچھ مل جاتا ہے۔کیا ہر چیز سننا حق ہے، یعنی ہمیں وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے گا؟ (بچوں سے ڈسکس کریں)۔

- بچو! مسلمان کے لیے یہ کام بہت آسان ہے؟ کیونکہ ہر کام میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا ہے۔تو ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے سنتے تھے اور ہم سب کو آپ ﷺ نے سننے کے کیا آداب سکھائے؟

- حق کی تلاش کے لیے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرح سننا ہے:

۱۔دوسرے سب کام چھوڑ کر سنیں: ایسا کرنے سے انسان کا دماغ زیادہ کام کرتا ہے۔اگر ہم ایک وقت میں بہت سی چیزیں کر رہے ہوں تو کسی کام میں حق نظر نہیں آتا۔ہمیں معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ جو ہم سن رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا نہیں۔

۲۔اپنا رخ بولنے والے کی طرف موڑیں: ایسا کرنے سے بھی بات سمجھ میں زیادہ آتی ہے۔

۳۔ادھر دیکھیں: اچھا میں بولتی ہوں اور آپ سب آنکھیں بند کریں۔اب میں دوبارہ بولتی ہوں اور آپ سب سنیں۔کس بات کو سننے کا زیادہ مزہ آیا اور زیادہ بات سمجھ میں آئی؟

۴۔غور سے سنیں: جب ہم سنتے ہیں تو ساری بات ہمارے دل و دماغ تک جاتی ہے۔جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہو، سچا اور امین ہو، اس کا دماغ ہر غلط اور گندی بات کو باہر نکال دیتا ہے۔لیکن جو خود غلط کام کرتا ہو تو اس کا دماغ اس کو کہتا ہے کہ یہ بھی ٹھیک ہے۔لیکن اگر کوئی بھی غور سے سنتا رہے تو آہستہ آہستہ دماغ میں اچھی باتیں جمع ہونے لگتی ہیں اور پھر انسان ویسے ہی اچھے کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔

۵۔پوری توجہ ادھر دیں: اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی ہاتھ میں کچھ نہ ہو، کسی دوسرے سے بات نہ کریں، اِدھر اُدھر نہ ہلیں، جب کوئی بات پوچھی جائے تو اس کا صحیح جواب دیں، جب کوئی بات کر رہا ہو تو ہم اس طرح سنیں کہ اس کو محسوس ہو کہ ہم ہر بات کو سمجھ رہے ہیں وغیرہ۔

۶۔بیچ میں نہ بولیں اور نہ ہی ہلیں: اس سے بولنے والا بات بھول سکتا ہے، اور جو اچھی بات ہمیں حق تک لے جانے والی تھی وہ پوری طرح ہم تک نہیں پہنچتی۔

استاد یہ اہم نکات بتاتے وقت ہر ایکشن کر کے دکھائے، تاکہ سننے کا صحیح طریقہ بچوں پر واضح ہو جائے۔

- جی! ہمیں بھی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرح اپنی زندگی میں حق کو ڈھونڈنا ہے۔اس پر عمل بھی کرنا ہے اور اس کو آگے بھی پہنچانا ہے

© ASHUEL INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں۔

حق کو چند مثالوں کے ذریعے بچوں پر واضح کریں۔

☛ ہم حق کو کہاں کہاں تلاش کریں گے؟ پھر اس پر کیسے عمل کریں گے اور اس کو دوسروں تک کیسے پہنچائیں گے؟ اس کے لیے اب ہم ایک خاکہ دیکھتے ہیں:

خاکہ

خلاصہ: مختلف حالات میں امانت کو کیسے ادا کیا جائے گا؟

کردار: بچہ، روبوٹ، دوست۔

سین 1

بچہ: دوستو! میں آج آپ کو اپنی سائنس کی لیبارٹری میں لے کر جا رہا ہوں۔ وہاں میرا ایک روبوٹ دوست ہے۔ وہ ہر اچھی بات کو سنتا ہے اور غلط بات کو reject کر دیتا ہے۔ حالانکہ وہ روبوٹ ہے، لیکن وہ اچھے کام اس لیے کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب بنالیا ہے۔

روبوٹ: السلام علیکم! میرا نام ہے ''حق سن''۔ اگر مجھے کوئی گندی بات سنائے تو میرا الارم بج جاتا ہے۔

بچہ: وعلیکم السلام! میں ابھی آپ کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو بتا رہا تھا۔ ہم سب بھی چاہتے ہیں کہ وہی باتیں سنیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائیں۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کو سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرح راضی کرنا چاہتے ہیں۔

روبوٹ: میں سن رہا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کی ہر بات سنتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جو ہم سے چاہتا ہے وہ قرآن مجید میں ہے۔ اس لیے میں قرآن مجید کو غور سے سنتا ہوں۔

بچہ: (بات پر توجہ دیے بغیر گھڑی دیکھ کر کہتا ہے) ارے یہ تو میرے پسندیدہ کارٹون کا وقت ہو گیا ہے۔ چلو چلو! ٹی وی لگائیں۔

روبوٹ: (الارم بولتا ہے) بند کرو بند کرو۔

بچہ: اچھا اچھا میں چینل بدلتا ہوں۔ کتنے مزے کا گانا ہے نا! آج کل سکول میں میرے سب دوست یہ سنتے ہیں۔

روبوٹ: (الارم بولتا ہے) بند کرو بند کرو۔

بچہ: (منہ بنا کر) کیا!!!! یہ بھی نہیں سن سکتے۔ (چینل بدلتا ہے) اب ٹھیک ہے۔ دیکھو، کتنی اچھی فلم لگی ہوئی ہے۔

روبوٹ: (الارم بولتا ہے) بند کرو بند کرو۔

بچہ: یہ کیا بات ہوئی۔ آپ تو امی کی طرح کچھ بھی نہیں سننے دے رہے۔ آپ پلیز اپنا الارم ٹھیک کراؤ۔ ہر چیز پر بجنا شروع ہو جاتا ہے۔ کیا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ٹی وی پر کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے ؟

روبوٹ : دیکھ سکتے ہیں۔بچوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا دیکھا جا سکتا ہے؟

(استاد بچوں سے پوچھے: مثلاً خبریں،اذان،قرآن مجید،معلوماتی پروگرام)۔

بچہ:''حق سن'' پتا ہے،آج میں بہت غصہ میں ہوں۔

روبوٹ : کیوں؟

بچہ:سکول جاؤ تو سارا دن ٹیچر کی بات سنو۔گھر آؤ تو امی ابو کی بات سنو۔کوئی بھی وہ کرنے نہیں دیتا جو میرا دل کرنا چاہتا ہے۔(رازدارانہ انداز میں) میں نے بھی ایک کام کیا ہے۔ جب کوئی بڑا مجھ سے بات کرتا ہے نا، میں سنتا ہی نہیں۔ہی ہی ہی!

روبوٹ : (الارم بولتا ہے) بند کرو بند کرو۔

بچہ:میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ آپ کا الارم خراب ہے۔یہ اب کیوں بج رہا ہے؟

روبوٹ : اس لیے کہ آپ نے غلط بات کی۔استاد اور امی ابو اور بڑوں کی بات سننا چاہیے۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے عیسائی استاد کی بات بھی غور سے سنی، جب وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتا رہا تھا۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہمارے بڑے ہمیں جو کہیں ہم غور سے سنیں اور پھر ویسے ہی کام کریں۔

بچہ:لیکن وہ اتنے مشکل کام کرنے کو کہتے ہیں کہ دل ہی نہیں چاہتا نا۔

روبوٹ : جب آپ غور سے سنو گے تو وہ بات آپ کے دماغ تک پہنچے گی اور آپ کا جسم اس اچھے کام کو آسانی سے کر لے گا۔

بچہ:پتا ہے،کل میں دوستوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ دو بچوں کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔اور ایک نے دوسرے کو۔۔۔۔۔گالی دی۔

روبوٹ : (الارم بولتا ہے) بند کرو بند کرو۔

بچہ:(حیران ہو کر) کیا ہوا؟ میں نے تو کچھ نہیں کیا۔یہ تو ان بچوں نے بولا تھا۔میں تو ایسا کام نہیں کرتا۔

روبوٹ :لیکن اگر آپ سن کر اپنے منہ سے وہی بات نکالو گے تو یہ آپ کے دماغ میں چلی جائے گی۔

(احمد آتا ہے)

احمد:السلام علیکم! کیا حال ہے تمہارا؟

بچہ:(کان بند کر لیتا ہے) میں تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گا۔

روبوٹ : کیا آپ کو معلوم ہے کہ احمد کیا بولنے والا تھا؟

بچہ:نہیں! لیکن بس میں نے سوچ لیا ہے کہ کچھ بھی نہیں سننا ہے۔

روبوٹ : دیکھو! سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا تھا؟ وہ ہر ایک کی بات کو غور سے سنتے اور پھر دل و دماغ سے سوچتے بھی تھے کہ کیا

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

یہ سچ ہے؟ کیا جو یہ کہہ رہا ہے ویسا کرتا بھی ہے؟ احمد آپ کیا کہنے آئے تھے؟

احمد: میں تو اس کو بتانے آیا تھا کہ میرے ساتھ قرآن کلاس میں چلے۔

(بچہ شرمندہ کھڑا ہوتا ہے)

روبوٹ : چلو! بچوں سے پوچھتے ہیں کہ دوستوں کی کون سی بات سننا ہے اور کس کو reject کر دینا ہے۔

(استاد بچوں سے پوچھتی ہے)۔

بچہ: اب مجھے سمجھ آ گئی! میرے اِرد گرد بہت سی آوازیں ہیں۔ میں نے ان پر غور کرنا ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ اور باقی سب کو reject. reject اور یہی بات میں اب اپنے دوستوں کو بھی سکھاؤں گا۔

✒ چلیں! اب ہم سب دعا کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گیا۔ ہمیں بھی اللہ اچھے کاموں کو کرنے کی توفیق دے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی راضی ہو جائے۔ آمین!

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 8 — سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

- **مقاصد:** اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ وہ
  - ❑ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو پہچان لے۔
  - ❑ دین میں معذوری کے تصور کو سمجھ جائے۔
  - ❑ معذور افراد کو معاشرے کا قابل احترام فرد جانے اور ان کی عزت کرے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- ❑ معذور
- ❑ باعمل

- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: عبداللہ بن ام مکتوم، رضی اللہ عنہ، نابینا، اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

- **ایکٹیوٹی:** مقصد: نابینا فرد سے انٹرویو۔

- **رہنمائی برائے اساتذہ :**
  - ❑ اس سبق کا مقصد اسلامی معاشرے میں معذور افراد کا مقام اور ان کے ساتھ معاملات پر روشنی ڈالنا ہے۔
  - ❑ استاد سبق پڑھاتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھے کہ زیادہ تر بچوں کے لیے سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی کہانی بالکل نئی ہوگی۔
  - ❑ آخر میں بچوں کو ایک بار پھر ایک بار اہم نکات یاد دلائیں کہ آج ہم نے سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کیا سیکھا ہے۔

خلاصہ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

نام	عبداللہ بن ام مکتوم
خاندان	مکی اور قریشی
نبی ﷺ سے رشتہ داری	خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی (طبقات ابن سعد، ج:4،ص:495،ط:العلمیہ)
والد	قیس بن زید
والدہ	عاتکہ بنت عبداللہ
اسلام	ان صحابہ کرام میں سے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی ۔(طبقات ابن سعد، ج:4،ص:495،ط:العلمیہ)
شرف خاص	ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ ’عبس وتولیٰ‘ آیت نمبرا جو قیامت تک پڑھی جائیں گی ۔(سنن ترمذی:3331)
وقت اور ذہانت کا استعمال	رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں رہتے ۔قرآن حکیم کو حفظ کرنے کی طرف متوجہ۔رسول اللہ ﷺ کی محفل سے علم وحکمت سیکھی۔
ہجرت	مدینہ منورہ ہجرت کی۔
مدینہ میں تبلیغ کا کام	معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم دینا شروع کی اور دین اسلام کی دعوت سے متاثر ہوکر بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ۔(بخاری:3924)
مؤذن	سیدنا بلال اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما دونوں عہد نبوی میں اذان دیا کرتے تھے۔ رمضان میں مسلمان ایک کی اذان پر سحری کا کھانا تناول کرتے اور دوسرے کی اذان سے سحری کھانا بند کرتے ۔(بخاری: 7248)
مدینہ کا نگران	رسول اللہ ﷺ نے اپنی غیر حاضری میں متعدد مرتبہ انہیں مدینہ منورہ کا نگران مقرر کیا۔
غزوہ بدر	شامل ہوئے حالانکہ اللہ تعالیٰ معذور لوگوں کو جہاد سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔[النساء:95]
معذوری کے باوجود جہاد میں شرکت	اللہ تعالیٰ قربت کی خواہش میں اس کے بعد کوئی غزوہ نہ چھوڑا۔
لشکر اسلام کا جھنڈا	اسلامی جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دورفاروقی (جنگ قادسیہ)	میدان جنگ میں جھنڈا تھامنے کی پیشکش کی اور فرمایا کہ آخری دم تک اسے تھامے رکھوں گا۔
شہادت	آپ اس حالت میں شہید ہو کر گرے کہ اسلامی جھنڈا آپ کے بازوؤں کی گرفت میں تھا۔

یہ نکات اساتذہ کے لیے مرتب کیے گئے ہیں تا کہ پڑھاتے وقت واقعات کے تسلسل میں انھیں آسانی رہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! بچو ہم نے اب تک کس کس صحابہ کے بارے میں پڑھ لیا ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔

> پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ وہ کون صحابی تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس طرح رہتے تھے کہ ایک صحابی نے سمجھا کہ وہ ان کے گھر کے فرد ہیں؟ کون سے صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی مہر نبوت دیکھی؟ ان صحابہ کے بارے میں استاد اگر کچھ اور پوچھنا چاہے تو وہ بھی پوچھ سکتی ہے۔

- آج ہم جن صحابی کے بارے میں پڑھیں گے وہ قریش قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اور کون قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا تھا؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔ جی! رسول اللہ ﷺ۔ یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتے دار بھی تھے وہ اس طرح کہ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی تھے۔ ان کا نام عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہے۔ انہیں ابن ام مکتوم اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ عبد اللہ بن ام مکتوم نابینا پیدا ہوئے تھے یعنی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں سے تھے جنہوں نے بہت شروع میں اسلام قبول کیا۔

- بچو! آپ کو تو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سب کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی تو مکہ کے لوگ آپ ﷺ کے دشمن ہو گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو اسلام قبول کرتا، وہ اس کے بھی دشمن ہو جاتے اور بہت تکلیفیں دیتے۔ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے بھی چونکہ شروع میں ہی اسلام قبول کیا تھا تو ان کو بھی بہت ستایا جاتا، لیکن وہ صبر وتحمل سے ان مشکلات کا سامنا کرتے رہے۔

> بچوں کو اس بات کا احساس دلائیں کہ ہم سب کچھ دیکھ سکتے ہیں، اس کے باوجود اگر کوئی ہمیں تنگ کرے تو ہم برداشت نہیں کرتے اور غصہ آجاتا ہے۔ تو سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا سوچیں کہ ان کو نظر بھی نہیں آتا تھا۔ ان کے لیے کتنا مشکل کام تھا، لیکن انھوں نے صبر کیا۔

- مسلمان ہونے کے بعد سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں رہتے تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور پھر قرآن مجید کو حفظ کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی فارغ ہوتے تو اپنا وقت ضائع نہ کرتے اور نہ ہی اکتاتے۔ بلکہ ہر لمحہ کو غنیمت جانتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے علم وحکمت حاصل کرتے۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی تمام صحابہ کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تو رسول اللہ ﷺ کے دل میں خواہش تھی کہ کسی طرح مکہ کے بڑے بڑے سردار بھی مسلمان ہو جائیں۔ اس طرح اسلام کو بہت فائدہ ہوگا۔ بچو! اگر سردار اسلام قبول کریں تو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ جی! اور زیادہ لوگ مسلمان ہوں گے اور یوں مسلمانوں پر ظلم بھی کم ہو جائے گا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ایک روز قریش کے بڑے بڑے سردار عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عمر بن ہشام، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ انہیں اسلام کی تعلیم دے رہے تھے اور دل میں یہ تمنا/خواہش تھی کہ یہ لوگ مسلمان ہوجائیں۔

اس بات کو بہت وضاحت سے بیان کریں تاکہ بچے یہ نہ سوچیں کہ دین کے معاملے میں کوئی کسی سے کمتر ہے۔

بچو! محفل جمی ہوئی تھی وہ اسلام کا پیغام سن رہے تھے اسی دوران سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے۔ بچو! یاد ہے کہ ان کو دکھائی نہیں دیتا تھا اس لیے ان کو معلوم بھی نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کون کون بیٹھا ہوا ہے۔ انھوں نے آتے ہی رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید کی ایک آیت کا مطلب پوچھنا شروع کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جواب نہیں دیا اور قریش کے سرداروں کی طرف ہی پوری طرح متوجہ رہے کیونکہ ابھی وہ مسلمان نہ ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ یہ اسلام قبول کرلیں۔ اس سے اسلام کا کام اور پھیلے گا اور تمام مسلمانوں کو فائدہ ہوگا۔

تب آپ ﷺ پر یہ وحی نازل ہوئی:

﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰی (١) اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی (٢) وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰی (٣) اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی ﴾ (٤)

(سورہ عبس)

"ترش رو ہوئے اور منہ موڑ بیٹھے کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا۔ اور تم کو کیا خبر شاید کہ وہ پاکیزگی حاصل کرتا تو اسے نصیحت فائدہ دیتی۔"

(سنن ترمذی:3331)

قرآن مجید کھول کر دکھائیں۔ بڑے بچوں سے تلاوت کروالیں اور چھوٹوں کو خود سنائیں۔ استاد کی تجوید درست ہونا ضروری ہے۔

یہ سولہ آیات سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں جو آج تک پڑھی جاتی ہیں اور قیامت تک پڑھی جائیں گی۔ یہ وحی نازل ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ کے دل میں سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی محبت اور بڑھ گئی۔

بچوں کو یہ واقعہ سناتے ہوئے خاص خیال رکھیں کہ بچوں کو رسول اللہ ﷺ کا سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نظر انداز کیے جانے کی وجہ سمجھ آجائے اور ان کو یہی تاثر ملے کہ چونکہ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تو مسلمان ہوچکے تھے اور سرداران قریش اس وقت رسول اللہ ﷺ کی بات سننے آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا بہت دل چاہ رہا تھا کہ قریش کے سردار بھی مسلمان ہوجائیں تاکہ وہ سب بھی جہنم سے بچ سکیں۔

بچو! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو کیا فرمایا؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اہم بات بتائی کہ جو قرآن مجید سے پیار کرے، اس کو سیکھنا چاہے، تو اس کو پہلے توجہ دو۔

بچو! سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیکھ نہیں سکتے تھے لیکن سن سکتے تھے اس لیے انہیں جو سمجھ نہیں آتا وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ

لیتے تھے۔ صحابہ سے سیکھ لیتے تھے۔ وہ کہتے تھے: کیا ہوا میں اندھا ہوں، میں تو علم حاصل کر کے اس پر عمل کروں گا۔ بچو! وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے تھے۔

بچوں کو یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ اگر انسان میں ایک کمی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اور بہت سے صلاحیتیں دی ہوتی ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہ کریں بلکہ علم حاصل کر کے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس بات کے ذریعے بچوں کو عمل پر ابھاریں کیونکہ کبھی کبھار بچے عمل نہیں کرتے کہ ان میں یہ صلاحیت نہیں اور کسی اور میں موجود ہے۔

- جب مسلمانوں پر ظلم بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کی۔ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنھوں نے شروع میں ہجرت کی۔ بچو! یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ پہلے اپنا گھر چھوڑنا پھر بالکل نئی جگہ جانا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم آتا اور رسول اللہ ﷺ کچھ کرنے کو کہتے تو وہ فوراً کرتے۔

- سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے پاس بہت زیادہ علم تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نےسیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا۔ (بخاری 3924)

مدینہ منورہ پہنچ کر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا شروع کی اور دین اسلام کی دعوت پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔

- بچو! رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید پڑھانے کی کیوں اجازت دے دی؟ (بچوں کو بتانے دیں)۔ کیونکہ وہ صاحبِ علم اور بہت باعمل تھے۔ قرآن مجید کو شوق سے پڑھتے تھے۔ پھر اس کو سمجھ کر ویسے ہی کام کرتے تھے۔

اس موقع پر بھی بچوں کو بتائیں کہ اسلام میں استاد کا مرتبہ پانے کے لیے باعمل ہونا سب سے زیادہ ضروری ہے۔ حالانکہ سیّدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیکھ نہیں سکتے تھے لیکن چونکہ وہ باعمل تھے، جو دوسروں کو کرنے کے لیے کہتے پہلے خود کرتے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کو استاد بنا کر مدینہ بھیجا۔

- بچو! سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کبھی یہ نہیں سوچا مجھے ہر وقت ان کو اذان کا بتانا پڑے گا، اس سے اچھا ہے کہ میں خود اذان دے دیا کروں۔ یہ بھی نہیں سوچا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کیسا ساتھی دیا ہے۔ بلکہ بلال رضی اللہ عنہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید سیکھنے کے شوق سے اتنے متاثر تھے کہ وہ ہر کام میں ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور ان کو اذان کا وقت بتاتے۔

استاد یہاں بچوں کو ایک اچھے ساتھی کا کردار بھی دکھائے جو اگر اپنے کسی دوست میں کوئی کمی دیکھے تو اس کی ہر طرح سے مدد کرے۔

- رسول اللہ ﷺ نے اپنی غیر حاضری میں تقریباً تیرہ مرتبہ انہیں مدینہ منورہ کا نگران مقرر کیا۔ ایک مرتبہ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اللہ عنہ کو اس وقت ڈیوٹی دی، جب آپ ﷺ حجۃ الوداع کے لیے مدینہ سے نکل رہے تھے۔

(الاستیعاب لابن عبدالبر ج:3،ص1199،ط: دارالجیل، بیروت)

دیکھا بچو آپ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اتنی اہم ذمہ داری کا کام دیا حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے تھے۔ کیوں؟ کیونکہ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے محنت اور ہمت سے اپنے آپ کو اتنا قابل ثابت کرلیا تھا۔ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ جو کام ان کو دیا جاتا ہے اس کو بہت اچھی طرح کرتے ہیں۔

- مدینہ میں رہتے ہوئے مسلمانوں کی کافروں سے کئی جنگیں بھی ہوئیں۔ ان میں رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کو شامل ہونے کو کہا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ساتھ ہی قرآن مجید میں حکم آیا کہ جو لوگ بیمار، بوڑھے ہیں، یا معذور ہیں، وہ جنگ میں شامل نہ ہوں۔ ایسا کرنے پر ان کو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر کسی کے دل میں شوق ہوا تو اس کو اس شوق کی وجہ سے ثواب بھی ملے گا۔ لیکن سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے دل میں بار بار خیال آتا کہ میں معذور ہونے کے باوجود بھی تو اتنے کام کرتا ہوں، تو کیوں نہ جہاد میں شریک ہو کر اللہ تعالیٰ کو راضی کروں۔

- بچو! سوچیں کہ وہ دیکھ نہیں سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان کو آسانی دی گئی۔ لیکن سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ میں تو یہ کام نہیں کرسکتا بلکہ انہوں نے سوچا کہ سب جہاد پر جا رہے ہیں تو میں جہاد پر کیوں نہ جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میں جھنڈا پکڑنے کا کام تو کرسکتا ہوں لہٰذا میں یہ کام ضرور کروں گا۔

بچوں کو یہ واضح کیا جائے کہ ہر طرح کے حالات میں ہم اپنا مثبت کردار ادا کرسکتے ہیں۔ ہمیں اپنی صلاحیت کے مطابق کام کرتے رہنا چاہیے۔

- بچو! اس دن کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ کوشش کی کہ کسی غزوہ میں وہ پیچھے نہ رہیں۔ میدان جنگ میں یہ کام انہوں نے خود اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میدان جنگ میں مجھے لشکر اسلام کا جھنڈا پکڑا دیا کرو چونکہ میں دیکھنے سے معذور ہوں ایک جگہ جھنڈا پکڑ کر کھڑا رہوں گا اور کوشش کروں گا کہ وہ گرنے نہ پائے۔ (مسند احمد: 12344، تفسیر عبدالرزاق، حدیث: 3494)

- جب رسول اللہ ﷺ خود ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے آتے ہی عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو مستقل مؤذن مقرر کردیا کہ اب یہ دونوں صحابہ اذان دیا کریں گے۔ مدینہ منورہ میں لوگ ایک کی اذان پر سحری کا کھانا کھاتے اور دوسرے کی اذان سے سحری کھانا بند کرتے۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ لوگوں کو جگانے کے لیے اذان دیتے اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نماز فجر کے لیے اذان دیتے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ فجر کے وقت خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری: 617)

یہ بتاتے وقت استاد باہمی تعلق اور اخلاق کا پہلو اجاگر کرے۔

- بچو! سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے ہونے کے باوجود نہ صرف کام کرتے تھے بلکہ ہر نئی چیز سیکھنے کی کوشش کرتے تھے اور

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہر نئے کام میں حصہ بھی لیتے تھے۔ چونکہ وہ خود کسی نیکی سے پیچھے نہیں رہتے تھے تو سب ان سے محبت کرتے اور ہر کام میں ان کی مدد بھی کرتے۔ صحابہ کرام ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور وہ اپنی معذوری کے باوجود ثابت کرتے جا رہے تھے کہ میں کام کر سکتا ہوں۔

- بچو! سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے اندر disability (معذوری) تھی۔ ایسے لوگوں کو ہم handicapped people کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ عام لوگوں سے مختلف ہیں۔ وہ بہت سے کام عام لوگوں کی طرح نہیں کر سکتے۔ اگر ان کی تھوڑی سی بھی مدد کر دی جائے تو وہ بہت سے کام کر لیتے ہیں۔ تو بچو! handicapped people کی بھی عزت ہوتی ہے۔ اس لیے اچھا مسلمان ایسے لوگوں کی بھی مدد کرتا ہے، ان پر ہنستا نہیں ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو احساس بھی نہیں ہونے دینا کہ ان میں کوئی کمی ہے۔

ہمارے معاشرے میں اکثر لوگ معذور افراد کو دیکھ کر ہنستے ہیں یا ان سے ڈرنے لگتے ہیں۔ اس لیے یہاں پر بچوں کو یہ نکتہ سمجھانا ضروری ہے تاکہ وہ ایسے افراد کو بھی معاشرے کا حصہ سمجھیں۔

- عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب جنگ قادسیہ ہوئی تو سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز پر چاروں طرف سے مسلمان جوق در جوق مدینہ منورہ میں پہنچنے شروع ہو گئے۔ بچو! آپ کا کیا خیال ہے کہ جب یہ بات سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی ہو گی تو انھوں نے کیا کیا ہو گا؟ (بچوں کو دلیل کے ساتھ جواب دینے دیں)۔ جی وہ بھی تمام مجاہدین میں شامل تھے۔ مسلمانوں کے اس لشکر کا لیڈر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا تو سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھامنے کے لیے پیشکش کی اور فرمایا کہ میں آخری دم تک اسے تھامے رکھوں گا اور بچو! جو انھوں نے کہا وہی کیا۔ آخری وقت تک، جھنڈا تھامے رکھا، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ (مسند احمد 12344، شہادت کا تذکرہ: الاصابہ لابن حجر، سیر اعلام النبلاء للذہبی وغیرہما)

اس واقعہ کے ذریعے سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی جدوجہد سے بھرپور باعمل زندگی، معاشرے کا بھرپور ساتھ دینا بچوں تک پہنچائیں۔ بچوں کے سامنے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا کردار اس طرح بیان کریں کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ انھوں نے کبھی اللہ تعالیٰ سے اپنی معذوری کا شکوہ نہیں کیا۔

ہم نے سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی سیرت سے کیا سیکھا؟

- سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بھی تھے اور رشتہ دار بھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں سکتے تھے لیکن ان کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رہنما ہیں اور قرآن مجید کے ذریعے میں سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے گا اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے گا، وہ جنت میں جائے گا۔ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ میں ہمیں کیا خاص بات نظر آئی:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

- سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیکھ نہ سکتے تھے۔ان کے اردگرد سب لوگوں کی آنکھیں تھیں،لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے تھے اس کے باوجود انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کبھی شکوہ نہیں کیا۔انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں کیوں نہیں دیں، میرا کیا قصور تھا۔انہوں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کو ضرور مجھ سے کوئی کام لینا ہوگا۔

- بچو! سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ میں شکر گزاری کیسے نظر آئی؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔

ا۔ انہوں نے اپنے آپ کو ضائع نہیں کیا۔

۲۔ انہوں نے قرآن مجید پڑھا۔

۳۔ وہ اپنے کام خود کرتے تھے اور لوگوں کو تنگ نہ کرتے۔

۴۔ انہوں نے سیکھنا نہیں چھوڑا۔

- بچو! عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے ساتھیوں نے کیسا سلوک کیا؟ (انھی نکات کو دوبارہ واضح کریں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھایا۔صحابہ ان کو یاد کراتے۔سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ان کی عمل کرنے میں مدد کی۔کسی نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ دیکھ نہیں سکتے،تو وہ کوئی کام نہ کریں۔سب نے ان کی ہر موقع اور کام میں مدد کی۔

- بچو! ہم نے یاد رکھنا ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے بہانے بنائے بغیر نیکی کے کام کیے۔اسی لیے تو عبداللہ بن ام مکتوم کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' آتا ہے۔جس کے معنی ہیں ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا'۔انھوں نے اندھا ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عبادت ویسے ہی کی جیسے کوئی بھی دیکھنے والا انسان کر سکتا ہے۔

- بچو! ہم بھی تو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ہمیں بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رہنما ہیں۔ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔تو ہم بھی وہی کام کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے۔آج آپ نے گھر جا کر سوچنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا کیا نعمتیں دی ہیں اور ہم ان سب کو استعمال کر کے کیسے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں۔ اگلی کلاس میں ہم اس پر بات کریں گے۔

نابینا فرد کا انٹرویو

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 9 الحمدللہ

- **مقاصد:** اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ
  - اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننا کیوں اور کیسے ممکن ہے۔
  - جو نعمتیں ہمیں ملیں ہیں ان کی حقیقت جاننے کے بعد ہی ہم میں شکر گزاری پیدا ہو سکتی ہے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- عضو
- الحمدللہ

- **سبق کا دورانیہ:** 30 منٹ

پریزنٹیشن کا دورانیہ: 15 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: الحمدللہ، اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

- **رہنمائی برائے اساتذہ :**
  - اس سبق کی تیاری میں چند معلوماتی کُتب استاد کے لیے مددگار رہیں۔
  - اس سبق کی تیاری کے لیے اساتذہ ڈاکٹر فرحت ہاشمی کا لیکچر ''اللہ تیرا شکر'' سن کر آئیں۔ اس کے علاوہ شکر گزاری پر قرآن مجید کی آیات اور احادیث کا بھی مطالعہ کریں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! بچو کیا آپ نے کل گھر جا کر سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوچا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ میں معذوری تھی؟ انھوں نے اس معذوری کے ساتھ ساتھ کیا کام کیے؟ چلیں مل کر ان کاموں کی لسٹ بناتے ہیں۔ (سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی خصوصیات کی لسٹ بنائیں)

- بچو! کیا آپ کو سمجھ آ گیا کہ معذوری کیا ہوتی ہے؟ جس کو ہم ذہنی طور پر معذور (handicap یا special person) ہونا بھی کہتے ہیں؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ جی! ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اور مختلف طرح کے کام کرنے کے لیے مختلف اعضاء دیے۔ ہم ان سے بہت سے کام کرتے ہیں۔ مثلاً ہاتھ سے کیا کیا کرتے ہیں؟ (کھاتے، پیتے، پکڑتے، لکھتے وغیرہ)۔ پاؤں سے کیا کیا کام کرتے ہیں؟ (چلتے، بھاگتے وغیرہ)۔ آنکھ، کان اور زبان سے کیا کام کرتے ہیں؟ (بچوں سے پوچھیں)۔
- کبھی کبھی اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے کہ کسی کو ایک عضو نہیں دینا۔ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ سزا کے طور پر نہیں کرتا بلکہ یہ اس کا امتحان ہوتا ہے۔ جو کسی عضو سے محروم رہ جاتے ہیں، ان کا اس بات کا امتحان کہ وہ کیا پھر بھی جو باقی خصوصیات اللہ تعالیٰ نے ان کو دیں کیا ان سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں؟ جن لوگوں کو اللہ نے سب اعضاء دیے، ان کا بھی امتحان کہ کیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کیا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے کام کرتے ہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ کیا یہ لوگ ان لوگوں کا خیال رکھتے ہیں جن میں کوئی کمی رکھی گئی ہے۔

بچوں سے معذوری کے بارے میں بات کرتے ہوئے یہ خیال رکھیں کہ بچے صرف نابینا ہونے کو ہی معذوری نہ سمجھ لیں بلکہ کوئی بھی شخص جو جسمانی لحاظ سے عام لوگوں سے مختلف ہو جیسے کسی کی انگلی کٹ گئی ہو یا دماغی لحاظ سے کمزور ہو، وہ بھی معذور میں شامل ہوتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ٹیسٹ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو بھی ٹیسٹ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نابینا بنایا لیکن اور بہت سی صلاحیتیں دیں۔ ان کی اتنی اچھی یادداشت تھی کہ وہ بہت جلد باتیں یاد کر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ یہ دیکھے گا کہ اگرچہ آنکھیں نہیں دیں لیکن اور جو کچھ دیا اس سے وہ کیا کرتے ہیں۔
- باقی صحابہ کا ٹیسٹ کیا تھا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ جن کو یہ سب نعمتیں دیں، وہ ان کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ اگر کسی میں کوئی کمی ہے اور وہ بہت سے کام کر رہے ہیں تو پھر ہمیں کتنا کام کرنا چاہئے۔
- بچو! اس سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ انسان پسند ہے جو ہر وقت، ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ:

AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ﴾ (ابراہیم:۷)

''اگر تم اللہ کا شکر ادا کرو، وہ البتہ تمہیں زیادہ دے گا۔ اور اگر تم کفر کرو گے، تو بے شک اس کا عذاب شدید ہے۔''

﴿قُلْ هُوَ الَّذِىْ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ. قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾ (الملک:۲۳)

''کہو اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہیں کان، آنکھ اور دل دیا۔ تو کتنا کم تم شکر کرتے ہو۔''

قرآن مجید کھول کر یہ آیات دکھائیں۔ بڑے بچوں سے پڑھوائیں اور چھوٹوں کو پڑھ کر سنائیں۔

- بچو! قرآن مجید کا پہلا لفظ ''الحمدللہ'' ہے۔ جب ہم الحمدللہ کہتے ہیں تو کیا مطلب ہوتا ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ اس کے معنی ہیں کہ تمام تعریف اور شکر صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اس لفظ کے ذریعے دراصل ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بہتر ذات کوئی نہیں۔ وہی سب سے طاقت ور ہے اور ہر کام اس کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اسی لیے ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

- بچو! ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیوں کرتے ہیں؟ جیسے ہی کسی کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا پتہ چل جاتا ہے، اس کو سمجھ آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ پھر وہ خود بخود اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگتا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا بھی عجیب معاملہ ہے۔ ہر حالت میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اور یہ بات مومن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشی ملے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور اس میں اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے۔ اگر اس پر کوئی مصیبت آئے تو صبر کرتا ہے اور اس میں بھی اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے۔'' (صحیح مسلم 2999)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہو جاتا ہے (جس کی حالت یہ ہے) کہ جب کھانا کھاتا ہے تو اس پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے اور جب پانی پیتا ہے تو اس پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔'' (مسلم 2734)

ان احادیث کی وضاحت کریں۔

- بچو! اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے۔ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ ہی نے بنائی ہے۔

یہ بتاتے وقت چہرے پر مسکراہٹ اور آواز میں بھرپور اعتماد ہو۔ کچھ مزید چیزوں کے نام لیں اور اللہ تعالیٰ کی بہترین تخلیق پر بچوں سے بات کریں۔

- بچو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا کیا دیا ہے؟ ہمیں کن کن چیزوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے؟ (بچوں کے ساتھ ڈسکس کر کے لسٹ بنائیں)۔

- بچو! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ مثلاً آنکھ، ہاتھ، پاؤں، دل، ہوا، گھر، امی ابو وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ یہ کیسے ہوگا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ ان نعمتوں کے بارے میں جتنا زیادہ جانیں گے، اتنا ہی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دل میں شکر کے جذبات پیدا ہوں گے۔

☜ چلیں اب ہم چند نعمتوں کو دہراتے ہیں اور پھر ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں:

ہوا: اگر ہوا نہ ہوتی تو ہم سانس نہ لے پاتے اور زندہ نہ رہ سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی نعمت ہے جو ہر جگہ موجود ہے اور نظر بھی نہیں آتی۔اس لیے بہت بار جب ہم امی کو کہہ رہے ہوتے ہیں کہ کیا ہے میرے پاس۔تو ہم بھول جاتے ہیں کہ ہمارے پاس تو اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے اور یہ ہمیں مفت میں مل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمارے زندہ رہنے کے لیے ہوا بنائی تا کہ ہم سانس لے سکیں۔ ہمارے جسم کی صحت کے لیے ہوا ایک ضروری چیز ہے۔یہاں تک کہ وہیل مچھلیاں بھی سطح سمندر پر ابھر کر آتی ہیں تا کہ سانس لے سکیں۔تو بچو! ہمیں ہوا کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کو کیا کہنا ہے: **''الحمدللہ''**!

سورج: اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی نعمت دی جس سے ہمیں روشنی، گرمی جیسے فائدے ملتے ہیں۔اس سورج کی روشنی کی مدد سے پودے اپنا کھانا آسانی کے ساتھ خود ہی تیار کر لیتے ہیں۔اسی سورج سے ہمیں بھی طاقت ملتی ہے۔سوچیں! اگر سورج نہ ہو تو اس دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔تو بچو! ہمیں سورج جیسی نعمت پر اللہ تعالیٰ کو کیا کہنا ہے: **''الحمدللہ''**!

پانی: بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے جسم کا دو تہائی حصہ پانی سے بنا ہے؟ جانوروں اور پودوں کو بھی پانی چاہئے۔ہم کھانا کھائے بغیر تو کئی دن تک زندہ رہ سکتے ہیں مگر پانی کے بغیر تین چار دن سے زیادہ نہیں زندہ رہ سکتے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے زمین پر بے شمار جگہوں پر سمندر، دریا، جھیلوں اور چشموں کی شکل میں پانی بہا دیا۔وہ بارش بھی برساتا ہے۔تو بچو! ہمیں پانی ضائع نہیں کرنا تا کہ زیادہ زیادہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے فائدہ حاصل کر سکیں۔اللہ تعالیٰ سے پانی جیسی نعمت پر کیا کہنا ہے: **''الحمدللہ''**!

دل: جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں بنایا تو اس نے ہمارے جسم کو جراثیم وغیرہ سے محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ بنایا۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں خون بنایا اور اس کو حکم دیا کہ تمام فائدہ مند چیزیں مثلاً ہوا اور کھانوں میں موجود غذائیت لے کر ہمارے پورے جسم کو فراہم کر دے تا کہ اسے طاقت مل سکے۔ان فائدہ مند چیزوں کو خون کے ذریعے آسانی کے ساتھ ہمارے پورے جسم میں پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں ایک پمپ یعنی ''دل'' بنایا۔دل کا یہ کام ہے کہ وہ تمام جسم میں خون کی فراہمی جاری رکھتا ہے۔ تو بچو! ذرا اپنے دل کی دھڑکن کو محسوس کریں اور سوچیں کہ کیا آپ نے اس پر کبھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے؟ **''الحمدللہ''**!

آنکھیں: کیا آپ یہ بات سوچ کر خوش نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی پیاری دنیا کو دیکھنے کے لیے اتنی پیاری پیاری آنکھیں عطا کی ہیں جو کہ آپ کے جسم کا ایک عضو ہیں۔آنکھیں ہمارے چہرے کا وہ حصہ ہیں جو زیادہ وقت کھلی رہتی ہیں اور اس وجہ سے یہ تھک بھی بہت جلدی جاتیں ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آنکھیں بنائی ہیں بلکہ ان کی حفاظت کا بندوبست بھی فرمایا ہے۔اس نے آنسو بنائے اور جب بھی ہم پلک جھپکتے ہیں ہماری آنکھیں نم ہو جاتی ہیں تو ہم ان سے با آسانی دیکھ سکتے ہیں۔کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہم دن بھر میں کوئی ہزار مرتبہ پلکیں جھپک لیتے ہیں۔ہم تو محسوس بھی نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نگرانی کرتا رہتا ہے کہ کیا ہماری آنکھیں صحیح کام کر رہی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہیں یا نہیں؟ ہمارے رب نے یہ نازک عضو مضبوط ہڈیوں میں رکھا اور اس پر بھی بس نہیں کیا بلکہ اس کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر کیے تا کہ ہماری آنکھوں کو ہر چوٹ سے محفوظ رکھا جا سکے۔ **الحمدللہ!**

بچوں کو ان کی ذہنی سطح کے مطابق یہ سمجھائیں۔ معلوماتی کُتب کے استعمال سے ان تصورات کو سمجھانے میں بہت مدد ملے گی۔ یہ مختلف تصورات سمجھاتے ہوئے استاد بچوں سے سوالات بھی کر سکتی ہے، اس طرح سے اسے معلوم ہو جائے گا کہ کس بچے کی کیا ذہنی اور علمی سطح ہے، اور اس طرح سے وہ بچوں کو مزید بہتر طریقے سے بات سمجھا بھی سکتی ہے۔

- بچو! جو کچھ بھی ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں ہر چیز ہمیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتی ہے اور اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ ہمیں ہر وقت اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔
- بچو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ عطا کیا ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اور کون کون سی نعمتوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ (بچوں کو تبادلہ خیال کرنے دیں)۔
- بچو! ہم نے سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں پڑھا کہ انھوں نے کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ان کی آنکھوں میں بینائی نہیں تھی مگر انھوں نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی۔ عبداللہ بن ام مکتوم کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔
- بچو! ہم بھی تو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے رہنما ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی حکم دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت کریں۔ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے۔ تو ہم بھی وہی کام کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے بتائے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کس طرح شکر گزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کیا۔ ہمیں بھی اپنے اندر یہی خوبی لانی ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔

بچوں کے ساتھ ان تین نکات پر بات کریں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اگر ہم سے کوئی چیز لے لی (یعنی ہم میں کوئی معذوری ہو) تو ہم کیا کریں گے؟ کام چھوڑ دیں گے؟ شکوہ کرتے رہے گے؟ ہمیں یاد رکھنا ہے کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کیا کیا تھا۔ انہوں نے نیکی کے ہر کام کی کوشش کی، اس لیے ہمیں بھی نیکی کا ہر کام کرنا ہے۔

۲۔ الحمدللہ ہمارے اندر کوئی معذوری نہیں تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہر نعمت کا استعمال ٹھیک کر رہے ہیں؟

۳۔ اگر ہمیں اپنے ارد گرد کوئی بھی معذور افراد نظر آئیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ (بچوں سے ڈسکس کریں)۔

Multimedia presentation

آنکھ کیسے کام کرتی ہے؟

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 10　　سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

◄◄ **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ**

- سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی کو جان لے۔
- دولت کا درست استعمال اور خرچ کرنے کے صحیح مواقع جان جائے۔
- مسلمان کے پاس دولت آنے پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو سمجھ سکے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- بشارت
- امہات المومنین

◄◄ **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: عبدالرحمٰن بن عوف، رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

◄◄ **رہنمائی برائے اساتذہ :**

- اس سبق کا مقصد سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے ذریعے بچوں کو یہ پیغام دینا کہ ہمیں کس طرح اعتدال کی زندگی گزارنی ہے
- بچوں کے ساتھ ایک بار دہرائی کرالیں کہ آج ہم نے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کیا سیکھا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

خلاصہ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ میں سے ایک)

نام	عبدِ عَمْرو ۔اسلام لانے کے بعد عبدالرحمٰن رکھا۔(مستدرک حاکم:5336)
کنیت	ابو محمد
والد کا نام	عوف
والدہ کا نام	شفاء
حلیہ	قد طویل، رنگ سرخ وسفید، چہرہ خوبصورت، ریش دراز، سر پر کان سے نیچے تک گھونگھر دار کلمیں، کلائی گھٹی ہوئی، انگلیاں موٹی اور مضبوط، سامنے کے دو دانت گر گئے اور غزوہ احد میں زخمی ہونے کے باعث پاؤں میں لنگ تھا۔(سیرۃ ابن ہشام، ج:2،ص:83،ط:مصر)
اسلام	واقعہ فیل کے دسویں سال پیدا ہوئے۔صدیق اکبرؓ کی راہنمائی سے مسلمان ہوئے۔
ہجرت	•حبشہ •مدینہ (الاصابہ لابن حجر، ج:4،ص:290،ط:العلمیہ)
مواخات	سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے بھائی چارہ۔وہ سب سے زیادہ مالدار اور فیاض طبع تھے۔اپنا آدھا مال اور بیوی دینے پر راضی۔عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی غیرت نے گوارا نہ کیا اور بازار کا راستہ پوچھا۔(صحیح بخاری:2048)
باقاعدہ تجارت	اللہ تعالیٰ نے خوب برکت دی اور کچھ عرصہ بعد شادی کر لی۔(صحیح بخاری:2049)
غزوات (بدر،احد)	جسم پر 20 سے زیادہ آثار جراحت شمار کیے گئے۔خصوصاً پاؤں میں ایسے کاری زخم لگے کہ صحتیاب ہونے کے بعد بھی ہمیشہ لنگڑا کر چلتے تھے۔(سیرۃ ابن ہشام، ج:2،ص:83،ط: مصر)
دومتہ الجندل	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے عمامہ باندھا پیچھے شملہ چھوڑا اور ہاتھ میں علم دیا۔ (مسند الشامیین للطبرانی:1558)
عہد صدیقی	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے اپنے جانشین نامزد کرنے کا مشورہ لیا۔ (الکامل فی التاریخ لابن اثیر، ج:2،ص:266،ط: دار الکتاب العربی، بیروت)
عہد فارقی	مجلس شوریٰ کے سرگرم رکن۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:16580)
دانشمندانہ مشورے	اس بات کی سخت مخالفت کی کہ مہم عراق کے لیے فوجی قیادت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کریں۔اس مہم کے لیے سعد بن وقاص کا انتخاب کیا۔(تاریخ طبری، ج:3،ص:481،ط: دار التراث، بیروت)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایثار	خلیفہ سوم کے انتخاب کے وقت اپنا حق چھوڑ دیا اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ کیا۔ (بخاری:3700)
اخلاق وعادات	خوف خدا، حبِّ رسول، صدق وعفاف، ترّحم، فیاض اور انفاق فی سبیل اللہ ان کے نہایت درخشاں اوصاف تھے۔
خوف خدا	خوف خدا کے باعث دنیا کا ہر واقعہ ان کے لیے باعث عبرت بن جاتا تھا اور اس کی ہیبت وجلال کو یاد کر کے رونے لگتے تھے۔ ایک دفعہ دن بھر روزہ سے رہے۔ شام کے وقت کھانا سامنے آیا تو اس کے بعد ان پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ (بخاری:4045)
ازواج مطہرات کی نگرانی و حفاظت	امہات المومنین رضی اللہ عنہا کے لیے بھی ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ (ترمذی:3750) ایک مرتبہ جو جائیداد دی وہ جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوئی۔ (ترمذی:3749)
دعا	عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے بیٹے کے سامنے دعا کرتی تھیں کہ ’خدا تمہارے باپ کو سلسبیل جنت سے سیراب کرے‘۔ (ترمذی:3749)
ذریعہ معاش	تجارت، زراعت، کاروبار میں خدائے پاک نے غیر معمولی برکت دی تھی۔ خود فرماتے تھے ’’پتھر بھی اٹھاتا ہوں تو نیچے سے سونا نکل آتا ہے۔‘‘ (مسند احمد:13863)
غذا	دسترخوان وسیع تھا لیکن پر تکلف نہ تھا۔ خوش ذائقہ کھانا سامنے آتا تو گزشتہ فقر وفاقہ یاد کر کے آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ (بخاری:4045)
لباس	ریشم کا لباس استعمال کرتے تھے کیونکہ بیماری کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے خاص اجازت دی تھی۔ (بخاری:2919)
اولاد وازواج	متعدد شادیاں کیں۔ کثیر الاولاد تھے۔
وفات	عہد عثمانی میں نہایت خاموش زندگی بسر کی۔ پچھتر برس کی عمر تک وفات پائی۔ علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پر کھڑے ہو کر کہا ’’ابن عوف! تو نے دنیا کا صاف پانی پیا اور گدلا چھوڑ دیا۔ (مستدرک حاکم:5347) عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا۔
خوبیاں	بے نیازی، دنیاوی عہدوں سے بے رغبتی، حب رسول، انفاق فی سبیل اللہ، امہات المومنین کی خدمت۔

یہ نکات اساتذہ کے لیے مرتب کیے گئے ہیں تاکہ پڑھاتے وقت واقعات کے تسلسل میں انھیں آسانی رہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمد للہ! بچو جن کے بارے میں ہم پڑھ چکے ہیں مجھے آج تمام صحابہ کا نام بتائیں؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔

> پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ آج ہر بچہ مجھے یہ بتائے گا کہ اس کو کون سے صحابی اچھے لگے، کیوں اور یہ کہ اس نے ان جیسا کون سا کام کرنا شروع کیا؟ استاد سب بچوں سے باری باری پوچھے۔

آج ہم جن صحابی کے بارے میں پڑھیں گے یہ ان آٹھ خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے شروع میں اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد انھوں نے اتنے نیک اعمال کیے کہ انہیں دنیا میں جنت کی خوش خبری دی گئی۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لیے جن چھ لوگوں کے نام لیے آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک تھے۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عبد عمرو تھا۔ جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ (مستدرک حاکم: 5336)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قد لمبا تھا۔ رنگ سرخ وسفید، چہرہ خوبصورت اور بال گھنگریالے تھے۔ ہاتھ پاؤں اور جسم مضبوط تھے۔

> 'عَبدِ عَمْرو' کہتے ہوئے استاد خیال رکھے کہ اس نام کو صحیح طریقے سے ادا کرے۔ یعنی کہ 'عمرو' میں 'ع' پر زبر اور 'م' اور 'ر' ساکن ہے اور آخر میں آنے والا 'و' ادا نہیں ہوگا یعنی عَمْر کہیں گے۔
> جنت کی بشارت کا ذکر کرتے وقت چہرے پر خوشی کے تاثرات ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے دوسرے دن سلام قبول کر لیا تھا۔ اسلام کی راہ میں آپ نے وہ تمام تکلیفیں برداشت کیں جو ابتدا میں مسلمانوں پر کی گئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ان مسلمانوں میں سے تھے جنہوں نے دین کی خاطر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بعد میں مدینہ بھی ہجرت کی۔ (اسد الغابہ: ج3 ص457)

> یہاں پر بچوں کو ہجرت کا تصور واضح کریں۔ کیونکہ بچوں کا تصور یہ ہوتا ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا صرف سیر و تفریح کا کام ہے۔

بچو! ہم نے کئی بار ہجرت کے بارے میں پڑھا ہے۔ تمام صحابہ جن کے بارے میں ہم اتنے دنوں سے پڑھ رہے ہیں، انہوں نے بھی ہجرت کی۔ ہجرت کیا ہوتی ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ ہجرت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی ایسی جگہ کو/ گھر بار کو چھوڑ دینا جہاں آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت مشکل ہو جائے اور وہاں چلے جانا جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت آسانی سے ہو سکے۔ ہجرت کرتے وقت کئی مسلمان اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لا سکے۔ اپنے ہمراہ کھانا پینا بھی کم تھا اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہاں پہنچ کر

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کیا کھائیں گے اور کہاں رہیں گے۔ اس کے باوجود صحابہ نے اللہ کی خاطر ہجرت کی۔

☛ رسول اللہ ﷺ اور مدینہ کے مسلمانوں کو معلوم تھا کہ صحابہ اپنا سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے ایک مہاجر اور مدینہ کے ایک انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ اس موقع پر سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دینی بھائی سیّدنا سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ بنے اور وہ بہت مال دار تھے۔ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: ''بھائی جان! میں مالدار ہوں، میرے دو باغ اور دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے جو باغ آپ کو پسند ہے میں اسے آپ کو تحفہ (ہبہ) میں دیتا ہوں اور ایک بیوی کو طلاق دیتا ہوں تاکہ آپ اس سے شادی کر لیں۔'' بچو! آپ کا کیا خیال ہے کہ انھوں نے کیا کیا ہوگا؟ (بچوں کو جواب دینے کا موقع دیں)۔

☛ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ تعالیٰ آپ کے گھر والوں اور مال میں برکت عطا فرمائے۔ آپ مجھے بازار کا پتہ بتا دیں میں وہاں محنت کر کے کماؤں گا''۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے بازار میں تجارت کا کام شروع کیا اور ان کے کام میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت عطا فرمائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں ان کے پاس اچھی خاصی رقم جمع ہوگئی۔ (بخاری 3780)

استاد بچوں کو واضح کرے کہ دین ہمیں محنت سے کام کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کی مدد کرتا ہے۔ بچوں سے ڈسکس کریں کہ اس واقعہ میں کیا اسباق ہیں۔

☛ بچو! ایک روز سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر خوشبو کا زرد رنگ نظر آرہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''عبدالرحمٰن یہ کیا''؟ بہت ادب سے انھوں نے جواب دیا ''یارسول اللہ ﷺ! میں نے شادی کر لی ہے''۔ آپ ﷺ نے پوچھا ''بیوی کو کتنا مہر دیا ہے''؟ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ''ایک گٹھلی کے برابر سونا''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی سہی''۔ (صحیح بخاری 2048)

یہ واقعہ سنانے کا مقصد بچوں کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی سخاوت کے بارے میں بتانا ہے جس کا آغاز انھوں نے اپنے گھر والوں سے کیا۔ بچوں کو بتائیں کہ ایک سونے کی گٹھلی اس زمانے میں بھی کتنی قیمتی تھی۔ اس کہانی میں مہر اور ولیمہ جیسے الفاظ چھوٹے بچوں کے لیے مشکل ہو سکتے ہیں۔

☛ بچو! سیّدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نہ صرف مال دے کر دین کی مدد کرتے، بلکہ خود بھی نیکی کے ہر کام میں حصہ لیتے تھے۔ غزوہ بدر میں عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دشمنوں سے جنگ کی۔ غزوہ احد میں آپ رضی اللہ عنہ اس وقت بھی اپنے محاذِ جنگ پر موجود رہے جب بہت سے مسلمان ایسا نہیں کر رہے تھے۔ اس غزوہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے بدن پر بہت زخم لگے۔

(سیرۃ ابن ہشام، ج:2، ص:83، ط: مصر)

☛ بچو! سیّدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت مال و دولت خرچ کیا لیکن انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ میں نے تو اتنے ڈھیر پیسے دے دیئے اب مجھے کچھ اور کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ انہوں نے اسلام کے راستے میں مال کے ساتھ ساتھ جسمانی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

قربانیاں بھی دیں، بہت مشکلات برداشت کیں۔ دو مرتبہ ہجرت کی اور بہت سی جنگیں بھی لڑیں۔

- عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنا آدھا مال یعنی چار ہزار درہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ کیا، پھر اس کے بعد چالیس ہزار درہم، پھر چالیس ہزار دینار، پھر پانچ سو گھوڑے، پھر پندرہ سو اونٹنیاں جہاد کے لیے صدقہ کیں۔ (معرفۃ الصحابہ لأبی نعیم: ج ا ص 123)

- بچو! آپ نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمیں ہر جگہ خرچ کرتے نظر آتے ہیں اور ان کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ انھیں کس جگہ، کس کس پر اور کتنا کتنا خرچ کرنا ہے۔

یہاں پر بچوں کو یہ سبق دینا ضروری ہے کہ صرف خرچ کرنا ہی اہم نہیں ہے بلکہ صحیح جگہ، صحیح طریقے سے خرچ کرنا اہم ہے۔

- بچو! اب تک ہمیں سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا معلوم ہوا؟ (بچوں سے پوچھیں)۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اسلام کی راہ میں جان و مال لگاتے تھے۔ نماز بہت اچھی پڑھا کرتے تھے۔ اکثر روزے رکھتے اور حج بھی بار بار کرتے۔ آپ کو پتہ ہے کہ ایک جنگ کے دوران نماز کا وقت ہو گیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہ تھے۔ ایسے وقت میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امامت کروائی۔ ابھی ایک رکعت ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی۔ (صحیح مسلم 274)

- سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اسلام کی راہ میں مال لگایا۔ جنگوں میں بہادری سے حصہ لیا۔ ایک اور بہت اہم کام جو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید اور سنت کی تعلیم حاصل کرنا تھا۔ ان کا علم دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اجازت دی ہوئی تھی کہ کوئی ان سے مسئلہ پوچھنا چاہے تو پوچھ سکتا ہے۔

- بچو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اجازت کیوں دی تھی؟ (بچوں کو بتانے دیں)۔ کیونکہ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا علم بہت اچھی طرح حاصل کیا تھا۔

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مجھے اپنے بعد تم لوگوں کی فکر رہتی ہے کہ تمہارا کیا ہوگا۔ تمہارے حقوق ادا کرنے پر صرف صبر کرنے والے ہی صبر کر سکیں گے۔ ابو سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے باپ یعنی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے چشمے سے سیراب کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے ازواج مطہرات کو ایسا مال (بطور ہدیہ) دیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۔ (الترمذی: 3749)

بچوں کو واضح کریں کہ امہات المومنین کن کو کہا جاتا ہے اور ان کا کیا رتبہ ہے۔

- بچو! سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خیر و برکت کی دعا کی تھی، ہم اس کا اثر ان کی ساری

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

زندگی میں دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ تمام صحابہ کرام سے زیادہ مالدار تھے۔آپ کی تجارت ہمیشہ نفع بخش ہوتی چلی گئی۔
سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تجارت بہت وسیع تھی۔آپ کا کپڑے اور عطر کا کاروبار تھا۔

سیّدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں پڑھ کر یونہی محسوس ہوتا ہے جیسے ان کا کاروبار بھی موجودہ دور کی بڑی تجارتی کمپنیوں کی نوعیت کا تھا۔استاد بچوں میں اس تصور کو واضح کریں۔

- بچو! صحابہ نے مال ودولت کبھی اس لیے جمع نہیں کیا کہ اس سے ہم مزے کریں۔ بلکہ ہر وقت اسی کام پر لگاتے جس کا ان کو آخرت میں فائدہ نظر آتا۔

استاد سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خصوصیات دہرائے خصوصاً جنت کی بشارت ملنے کے باوجود، ہمیشہ نیکی کرنے میں مصروف رہے۔

- آپ رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین کے لیے ایک باغ چھوڑا جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔(سنن ترمذی 3750)

یہاں پر بچوں سے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اس خوبی کا ذکر کریں کہ وہ ہر ایک کا خیال رکھ رہے تھے، ہر ایک کو دے رہے تھے۔مثلاً امہات المومنین کا بھی خیال رکھا، اپنی بیویوں کے لیے بھی سخی ہیں، اپنی ذات اور گھر والوں پر بھی خرچ کیا۔سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی کہانی سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی امیر ہے تو وہ کیا کرے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اسلام میں امیر طبقے کے لیے روشن مثال ہیں۔

- سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں سب کو آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اسی اسی ہزار دینار آئے اور رشتہ داروں میں سونا اور چاندی تقسیم کرنے کے لیے سونے اور چاندی کی ڈلیوں کو کاٹنا پڑا۔ یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر تھا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے مال میں خیر و برکت ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے جنت کی بشارت دی۔(تاریخ اسلام للذہبی: ج۲ ص210)

ہم نے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سیرت سے کیا سیکھا؟

- عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے تھے۔بچو! صحابہ کون ہوتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی۔ ہر صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانا۔سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سے معلوم ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے گا اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے گا، وہ جنت میں جائے گا۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ میں ہمیں کیا خاص بات نظر آئی:
  - بہت فراخ دل تھے۔
  - آخرت کے ثواب کا شوق تھا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

- اللہ تعالیٰ کی رضا کی فکر تھی۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے۔

☛ بچو! اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے بہت سے اچھے کام کیے۔ مثلاً کیا کیا؟

- ہر ایک کا خیال رکھا۔ غریب لوگوں کا بھی، اپنے گھر والوں کی ضروریات کا بھی، امہات المؤمنین کی ضروریات کا بھی۔
- دو بار ہجرت کی۔ اپنا گھر بار اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑا۔

☛ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ سب کام دنیا میں کیوں کیے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ کیونکہ وہ صرف اس دنیا کے بارے میں نہیں بلکہ آخرت کے بارے میں سوچتے اور اس کی فکر رکھتے تھے۔ کام وہ دنیا میں کر رہے تھے لیکن نظریں ان کی آخرت پر لگی ہوئی تھیں۔ وہ کہتے تھے میں محنت کروں تا کہ مجھے دنیا میں بھی بہت کچھ ملے اور اس سے میں پھر ایسے کام کروں کہ آخرت میں بھی بہترین اجر ملے۔ اسی لیے جب انہیں جنت کی بشارت مل بھی گئی تب بھی انہوں نے نیکیاں اور اچھے کام کرنا نہیں چھوڑا۔

☛ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہمیں ہر جگہ توازن (balance) نظر آ رہا ہے۔ جب خرچ کرتے تو سب کا خیال رکھتے اور ہر نیکی کے کام میں حصہ لیتے۔

☛ اسی لیے تو عبدالرحمٰن بن عوف کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' آتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا'' یعنی انھوں نے دنیا میں بہترین کام کر کے اپنے لیے آخرت کما لی۔

☛ بچو! ہم بھی تو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رہنما ہیں۔ ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ تو ہم بھی وہی کام کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں۔

ہم نے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کیا سیکھا؟ جی کہ ہمیں بھی ہر وقت دنیا میں ہر وہ کام شوق سے کرنا ہے جس سے ہماری آخرت بہت اچھی ہو۔ ہم کون کون سے کام کر سکتے ہیں؟

بچوں کو چند عملی مثالوں سے واضح کریں: مثلاً مال کا خرچ، سب کا خیال، تعلیم کی فکر وغیرہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 11 — سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ

- سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی کو جان لے۔
- دنیا کی حقیقت کو سمجھے اور آخرت کے فائدے کے بارے میں سوچنا شروع کر دے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- logical thinking
- غوروفکر

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: ابودرداء، رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

رہنمائی برائے اساتذہ :

- اس سبق کا مقصد logical thinking پر زور دینا ہے۔ بچوں کو اس کا معنی و مفہوم بتائیں اور پھر مختلف مثالیں دے کر اس کی پریکٹس (مشق) کرائیں کہ ان کو یہ نکتہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے
- استاد سبق پڑھاتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھے کہ زیادہ تر بچوں کے لئے سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی کہانی بالکل نئی ہو گی۔
- بچوں کو ایک بار دہرا لیں کہ ہم نے آج سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کیا سیکھا ہے۔
- بہت چھوٹے بچوں کے لیے زیادہ واقعات کا انتخاب نہ کریں۔ البتہ ان کو ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ ضرور سنائیں۔

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

خلاصہ سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ

نام	عویمر
کنیت	ابودرداء
حلیہ	جسم خوبصورت، ناک اٹھی ہوئی، آنکھیں شربتی، داڑھی اور سر میں خضاب لگاتے تھے۔
لباس	لباس عربی تھا۔قلندرہ پہنتے جو ٹوپی کی ایک قسم ہے۔عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ پیچھے لٹکاتے تھے۔
اسلام	2ہجری میں غزوہ بدر کے بعد اسلام لائے۔یہ انصاری تھے۔
غزوات	**بدر:** غزوہ بدر کے بعد اسلام قبول کیا۔ **احد:** غزوہ احد میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔ احد کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شرکت کی۔
شام کی طرف ہجرت	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی سکونت ترک کر دی اور شام چلے گے۔
حکومت کی دعوت	عمر رضی اللہ عنہ نے گورنر شام بننے کی دعوت دی لیکن ابودرداء رضی اللہ عنہ نے معذرت کر لی۔
دمشق میں وقت	• درس وتدریس • احکام شریعت کی تلقین • عبادت و ریاضت میں وقت گزارتے
فضل وکمال	علمائے اصحاب میں سے تھے۔
تعلیم کا طریقہ	فجر کی نماز پڑھ کر جامع مسجد میں درس کے لیے بیٹھ جاتے تھے۔ شاگردان کے گرد ہوتے اور مسائل پوچھتے وہ جواب عنایت فرماتے تھے۔
درس قرآن	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے وقت سے ہی قرآن مجید کے حافظ تھے۔ دمشق کی جامع عمری میں قرآن مجید کا درس دیتے تھے جو کہ مدرسہ اعظم بن گیا۔
حدیث	صحابہ کرام کے ساتھ حدیث کا مذاکرہ کرتے تھے۔ ابودرداء کی احادیث کی صحابہ کرام تائید کرتے تھے۔ مرویات کی تعداد 179 ہے جن میں بخاری میں 13 اور مسلم میں 8 درج ہیں۔
حق گو	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی برسر دربار ٹوک دیتے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

عبادات	• فرض نماز کے علاوہ قیام اللیل • ہر ماہ تین دن کے روزے • حضر وسفر میں چاشت کی نماز ادا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسبیح پڑھنے کی نصیحت فرمائی تھی لہذا ہر نماز کے بعد تسبیح 33 تحمید 33 اور 34 مرتبہ تکبیر پڑھتے۔
دنیا سے بے رغبتی	تجارت کسب معاش کا ذریعہ تھا جب یہ شغل عبادت میں خلل انداز ہوا تو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا۔
وفات	ام درداء کہتی ہیں کہ جب سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا آخری وقت تھا تو وہ فرمانے لگے: کون عمل کرے گا میرے اس دن جیسے دن کے لیے، کون عمل کرے گا میری اس ساعت جیسی گھڑی کے لیے، کون عمل کرے گا میرے اس طرح پڑے ہونے کے وقت کے لیے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی: ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو پلٹ دیں گے جیسا کہ وہ پہلی بار اس پر ایمان نہیں لائے تھے۔[الانعام 110] (شعب الایمان 10184)
خوف الٰہی کا غلبہ	دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو حد درجہ اہمیت دی۔

یہ نکات اساتذہ کے لیے مرتب کیے گئے ہیں تا کہ پڑھاتے وقت واقعات کے تسلسل میں انھیں آسانی رہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! بچو کل ہم نے کن صحابی کے بارے میں پڑھا تھا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔ ہر بچہ مجھے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی ایک بات بتائے۔

- آج ہم جس صحابی کے بارے میں پڑھیں گے وہ ابو درداء رضی اللہ عنہ ہے۔ کیا آپ ان کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔
- ابو درداء کا پورا نام ابو درداء عویمر بن مالک خزرجی تھا۔
- بچو! سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ہر وقت اس بات کا افسوس رہتا تھا کہ انھوں نے اسلام قبول کرنے میں دیر کی اور ان کے ساتھی قرآن مجید کی تعلیم اور سنت رسول ﷺ کی پیروی میں بہت آگے بڑھ گئے اور انہوں نے زیادہ نیکیاں جمع کر لیں۔ لہٰذا سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے علم سیکھنے کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ ہر وقت اور ہر جگہ قرآن مجید سیکھنے لگے۔ یوں جلد ہی آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ کے ساتھ ہونے لگا جو نیکیوں میں بہت آگے تھے۔
- سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "تم اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتے جب تم طالب علم نہ بن جاؤ اور تم اس وقت تک علم کے عالم نہیں ہو سکتے جب تک تم اس پر عمل نہیں کرتے اور تمہارے گناہ گار ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم ہمیشہ بحث ومباحثہ کرتے رہو اور تمہارے گناہ گار ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے تم ہمیشہ جھگڑا کرتے رہو اور تمہارے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے تم جب بھی کوئی بات کرو وہ اللہ کی رضا کی بجائے کسی اور مقصد کے لئے ہو۔" (سنن دارمی:301)

بچو! یہ کتنی اہم بات ہے۔ چلیں ذرا لسٹ بناتے ہیں کہ کوئی بھی کام کرتے وقت کیا کرنا اور کس کام سے بچنا ہے:

- ہر اچھی بات کو استاد سے سیکھنا ہے۔ یہ استاد ہمارے ابو امی، سکول ٹیچر، منار الاسلام کی کلاس، کوئی رشتہ دار وغیرہ میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے جو قرآن وسنت کو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔
- پھر اس علم کو اپنے اندر مضبوط کرنا ہے اور اس کا ایک ہی بہترین طریقہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔
- جب عمل کر لیا تو اب اور لوگوں کو بھی بتانا ہے۔ ایسے انداز سے بتانا ہے کہ ان پر بھی اثر ہو۔
- گناہ گار کون؟ جی! جو بات ماننے کی بجائے بحث کرے یا جھگڑے۔ ہم یہ غلط کام کیوں کرتے ہیں؟
- جھوٹا کون؟ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے کرنا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بہت سے صحابہ کے بعد اسلام قبول فرمایا لیکن کتنے شوق سے سمجھا اور اس کے مطابق عمل فرمایا۔

یہاں بچوں کو چند اعمال کی مثال دے کر سمجھایا جا سکتا ہے۔ مثلاً نماز: کس سے سیکھنا، خود پڑھنا، دوسروں کو سکھانا، اس کو چھوڑنے پر بحث یا جھگڑا نہ کرنا۔

- وہ قرآن مجید کا علم حاصل کرتے۔ پوری توجہ کے ساتھ قرآن مجید یاد کرتے اور اس پر غور و فکر کرتے رہتے۔ سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے جب یہ محسوس کیا کہ ان کی تجارت اور کام کی وجہ سے انہیں قرآن و حدیث سیکھنے کے لیے کم وقت مل رہا ہے تو بغیر کسی فکر کے سارا کام چھوڑ دیا اور علم حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت تک چار آدمیوں کے سوا کسی نے قرآن مجید جمع نہیں کیا تھا۔ وہ یہ تھے: سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابوزید رضی اللہ عنہ۔
(صحیح بخاری 5004)

- سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد صاحب نے یہ وصیت کی تھی: اے بیٹے! تیرا گھر مسجد ہونا چاہیے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ ﷺ فرماتے تھے: مساجد اللہ کے گھر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے ہر اس شخص کے لیے جس کا گھر مساجد ہوں مہربانی کی، راحت و آرام کی اور پل صراط پر سے جنت کی طرف گزارنے کی۔
(شعب الایمان 2688)

- بچو! سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کیوں کی؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ مسجد میں نماز پڑھی جاتی ہے اور وہاں قرآن و سنت کے مطابق ہر کام سکھایا جاتا ہے۔ پھر اچھے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہے۔ جو بھی صحیح علم حاصل کر کے اس پر عمل کرے تو وہ جنت کے راستے پر ہی ہو گا نا۔

اب آپ کیسے یہ کام کریں گے؟ مسجد میں کیسے زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں؟ (بچوں سے لسٹ بنوائیں)

- بچو! سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی اگر ہم پیاری پیاری باتیں سنیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیسے آپ رضی اللہ عنہ نے آخرت میں بہترین چیز لینے کے لیے دنیا میں صحیح کام کیے اور اپنے آپ اور باقی لوگوں کو بھی اس کی یاددہانی کرائی۔ بچو! ہم بھی اس سے اپنے لیے سیکھ سکتے ہیں کہ کس کام کو اہمیت دینا ہے اور کس کو چھوڑ دینا ہے۔

- ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''دنیا اور اس کے رہنے والے ملعون ہیں، سوائے اللہ کے ذکر کے یا جو اللہ کا ذکر کیا جائے۔ عالم اور طالب علم اجر میں برابر ہیں اور باقی سب لوگ فضول ہیں، ان میں کوئی خیر نہیں۔ (المدخل الی سنن الکبریٰ للبیہقی 383)

تو ہم نے کیا سیکھا؟ دنیا میں غلط کاموں سے بچنے کا بہترین طریقہ، اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنا ہے۔ چلو بچو! ہم لسٹ بناتے ہیں کہ کہاں کہاں ہم ذکر کریں گے اور کیسے؟

بچوں کے ساتھ چند مسنون اذکار کی دہرائی کرلیں۔

- سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کسی چیز کی محبت آپ کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔ (شعب الایمان 408)

بچو! اس کا کیا مطلب ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ یعنی انسان کو کوئی ایسی چیز پسند آجاتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں ہوتی اور انسان اس کے لیے بالکل ایسے ہو جاتا ہے جیسے اندھا اور بہرا کہ اس کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا ہے۔ مثلاً کوئی گیم، کوئی ٹی وی پروگرام، کوئی دوست وغیرہ

- عبداللہ بن مرہ کہتے ہیں کہ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو اور یقین کرو کہ بیشک قلیل مال جو تمہیں کفایت کرے، وہ ایسے کثیر مال سے زیادہ بہتر ہے جو تمہیں غافل کر دے۔ اور یقین جانیے کہ نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا۔ (شعب الایمان 10182)

بچو! اگر آپ کو معلوم ہو کہ کوئی آپ کو دیکھ رہا ہے تو آپ یہ کام کیسے کرتے ہیں:

- نماز
- کمرے کی صفائی
- شیئر کرنا
- قرآن مجید کی تلاوت
- پڑھائی

تو ہمیں سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ یہ بات یاد دلاتی ہے کہ ہر کام کرتے وقت اگر ہم یہ سوچ لیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو خود ہی وہ کام بہترین کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ مال اور زیادہ چیزوں کا لالچ نہیں رکھنا۔

☛ بچو! سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے صرف تجارت کو ہی نہیں چھوڑا بلکہ ہر قسم کی زیب و زینت کو بھی چھوڑ دیا اور سادہ زندگی اختیار کی۔ دنیا سے کوئی واسطہ نہ رکھا یہاں تک کہ سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ اور نبی ﷺ نے انہیں اپنے جسم کا حق ادا کرنے اور اپنے اہل و عیال کا خیال کرنے کی ترغیب دی۔

بچو! ایسی ترغیب کیوں دی گئی؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ میں ہمیں ہر ایک کے حقوق بھی بتائے ہیں کہ اپنے اور دوسروں کے لیے کیا کام کرنے ہیں۔ ان کو کرنا بھی ہمارے ذمہ داری ہے۔

☛ عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے سلمان اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا تھا۔ سلمان ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کو گئے تو ام درداء کو بہت پریشان حال پایا ان سے پوچھا ”کیا بات ہے؟“ انہوں نے جواب دیا ”تمہارے بھائی ابو درداء کو دنیا سے کوئی واسطہ نہیں۔“ پھر ابو درداء رضی اللہ عنہ آئے تو سلمان کے لئے کھانا تیار کیا اور کہا کہ ”کھاؤ“۔ انہوں نے کہا کہ ”میں تو روزے سے ہوں۔“ سلمان نے جواب دیا ”میں تو نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ گے۔“ چنانچہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کھا لیا۔ جب رات آئی تو ابو درداء رضی اللہ عنہ اٹھے تاکہ عبادت کریں۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا ”سو رہو۔“ چنانچہ ابو درداء رضی اللہ عنہ سو گئے پھر عبادات کے لئے کھڑے ہوئے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا ”سو رہو۔“ جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ”اب اٹھو۔“ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا ”تیرے رب کا تجھ پر

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے بچوں کا تجھ پر حق ہے اس لئے ہر مستحق کا حق ادا کر۔'' پھر نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ بیان کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''سلمان نے سچ کہا۔'' (صحیح بخاری 1968)

☚ بچو سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ لوگوں کو دنیا کی حقیقت دکھاتے کہ دنیا تو وقتی ہے اور اصل گھر تو آخرت ہے۔ اسی لیے تو انھوں نے دنیا کو ملعون کہا اگر اس میں ذکر اللہ نہ کیا جائے۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو انھوں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر بنانے کا ارادہ کیا۔ لیکن سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے معذرت کر لی۔

☚ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں دل کے تفرقہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' ان سے پوچھا گیا کہ ''دل کا تفرقہ ہونا کیا ہوتا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا کہ ''بندہ یہ چاہے کہ میرے لیے ہر گھر، مکان اور ہر جگہ میں مال ہی مال رکھا ہوا ہو۔'' (شعب الایمان 10181)

☚ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اہل دمشق! اپنے بھائی کی بات سنو جو تمہارا خیر خواہ ہے۔ کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ تم وہ مال جمع کرتے ہو جس کو تم کھا نہیں سکتے ہو اور ایسی عمارتیں تعمیر کرتے ہو جن میں تم رہائش نہیں کر سکتے ہو۔ ایسی آرزوئیں کرتے ہو، جن کو تم پا نہیں سکتے ہو۔ بے شک وہ لوگ جو تم سے پہلے گزرے ہیں، انہوں نے بھی بہت سارا مال جمع کیا تھا۔ اور سخت، مضبوط عمارتیں بھی بنائی تھیں اور لمبی لمبی امیدیں بھی قائم کی تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جمع شدہ مال ہلاکت کا سامان ثابت ہوا اور ان کے گھر اور ان کے مال غرور اور دھوکا ثابت ہوئے۔'' (شعب الایمان 10254)

☚ ام درداء کہتی ہیں کہ جب سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا آخری وقت تھا تو وہ فرمانے لگے: ''کون عمل کرے گا میرے اس دن جیسے دن کے لیے، کون عمل کرے گا میری اس ساعت جیسی گھڑی کے لیے، کون عمل کرے گا میرے اس طرح پڑے ہونے کے وقت کے لیے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی: "وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ (الأنعام: 110)" ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو پلٹ دیں گے جیسا کہ وہ پہلی بار اس پر ایمان نہیں لائے تھے۔'' (شعب الایمان 10184)

☚ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ دمشق میں رہنے کے دوران مسلسل لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ آپ کا آخری وقت آ گیا جب سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ مرنے کے قریب ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگے: ''ابو درداء آپ کو کیا شکوہ ہے''؟ فرمایا ''اپنے گناہوں کا''، انہوں نے پوچھا: ''آپ کیا چاہتے ہیں''؟ فرمایا: ''اپنے رب سے معافی''! (المجالسۃ وجواہر العلم :50، واسنادہ حسن)

پھر آپ نے اپنے ادرگرد بیٹھنے والوں کو کہا: ''میرے پاس لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرو۔'' آپ بھی لگاتار کلمہ طیبہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

وہ فرمایا کرتے تھے: ''مجھے سب سے زیادہ جس بات کا خوف ہے، وہ یہ کہ جب میں حساب دینے لگوں گا تو مجھ سے یہ نہ پوچھ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

لیا جائے کہ تو نے علم حاصل کیا تھا۔ تو جتنا تو نے علم حاصل کیا تھا، اس پر کیا عمل کیا؟'' (مصنف ابن ابی شیبہ 34598)

✍ آپ نے دیکھا بچو کہ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ ہر وقت آخرت کے بارے میں سوچتے رہتے۔ انہوں نے سوچا کہ کون سی ذات میری زندگی میں سب سے اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ تجارت ان کے کام میں رکاوٹ بن رہی ہے تو اللہ کی خاطر وہ بھی قربان کر دی۔ انہوں نے پچھلی قوموں کا انجام دیکھا، انہوں نے دیکھا سب مر رہے ہیں اور جانا سب نے ایک ہی جگہ ہے یعنی آخرت۔

✍ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب فوت ہونے لگے تو انہوں نے فرمایا: ''چار بندوں سے علم حاصل کرو۔ ۱۔ عویمر ابو الدرداء ۲۔ سلمان ۳۔ ابن مسعود ۴۔ ابن سلام۔'' (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج 4 ص 2103)

استنے بڑے قرآن مجید کے عالم ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے بخشش اور آزمائشوں سے بچنے کی دعا مانگا کرتے: جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حمص میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر ہوا تو وہ اپنے گھر کی مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب تشہد میں بیٹھے تو نفاق سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے لگے۔ جب فارغ ہوئے تو میں نے کہا: ''اے ابو درداء ! اللہ تعالیٰ آپ پر بخشش کی برکھا برسائیں، آپ کو بھلا نفاق کا کیا خطرہ ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے تین بار اللہ کی بخشش مانگتے ہوئے فرمایا: ''آزمائشوں سے کون بچ سکتا ہے؟ بلاؤں سے کون امن میں رہ سکتا ہے؟ اللہ کی قسم ! بندہ تو صرف ایک گھڑی کی آزمائش آنے پر ہی دین سے پھر جاتا ہے۔''
(شعب الایمان: 831)

ہم نے سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی سیرت سے کیا سیکھا؟

✍ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ صحابہ یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنا رہنما مانتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اسی کوشش میں اپنی زندگی لگا دی کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں، تاکہ جنت میں جا سکیں۔ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ میں ہمیں کیا کیا خاص باتیں نظر آئیں:

- آخرت کے ثواب کا شوق تھا۔ (logical thinking)
- نیکیوں میں آگے بڑھنے والے تھے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا کی فکر تھی۔
- رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے۔

✍ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ہر کام آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے کیے۔

✍ چلیں اب ہم سب logical thinking کرتے ہیں کہ ہم نے ان چیزوں کو جو ہمارے پاس ہیں کیسے آخرت کے لیے بھی فائدہ مند بنانا ہے؟ جی سب سے پہلے تو ہمارے پاس ہے وقت۔ وقت کو کیسے استعمال کر کے ہم آخرت اچھی کر سکتے ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بچوں کو بولنے دیں۔ بچے عموماً قرآن مجید، نماز، سکول کی تعلیم، صدقہ، امی ابو کی مدد کا ضرور ذکر کریں گے۔ ان کی حوصلہ افزائی کریں اور انہی باتوں کو دہرائیں تاکہ سب کی یاددہانی ہو جائے۔

اچھا اور کہاں کہاں ہمیں logical thinking مدد دے سکتی ہے؟

بچوں کے ساتھ اپنے رہن سہن پر بات کریں۔ ان کو بتائیں کہ ہر وقت کا ٹی وی، باہر گھومتے رہنا، باہر کے کھانے، یہ سب ہمیں آخرت میں کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ اور ہمیں یہ کام کرتے ہوئے سوچنا ہے کہ جب میں کھلونوں سے کھیل رہی ہوں یا کارٹون دیکھ رہی ہوں تو اس کا کتنا حصہ آخرت میں جا رہا ہے، مجھے کیا فائدہ ہو رہا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 12 — دنیا و آخرۃ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ وہ

- دنیا اور آخرت کے بنیادی مقاصد کو جان لے۔
- دنیا میں ملنے والے مال و دولت سے آخرت کے حصول کے طریقے سمجھ جائے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- دنیا
- آخرت

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید، پانی کا ٹب، کاغذ کی کشتی۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: دنیا، آخرت، اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رہنمائی برائے اساتذہ :

- اس سبق کی ایکٹیویٹی کی اچھی طرح تیاری کریں تا کہ بچے سمجھ جائیں اور پانی سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔
- بچوں سے بار بار دنیا اور آخرت کا موازنہ کروائیں اور دنیا سے آخرت کمانے کا واضح تصور دیں۔

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! بچو آج تمام صحابہ کے نام دہراتے ہیں، جن کے بارے میں ہم نے اب تک پڑھا ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔

> پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔تمام پچھلے اسباق میں سے فلیش کارڈ دکھا کر بچوں سے اس سبق کے متعلق چند سوالات کریں۔ان سوالات کے ذریعے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خصوصیات اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو ہم نے کیسے اپنانا ہے،اس پر بات کریں۔

- بچو! ہم نے پچھلی دو کلاسوں میں دو صحابہ کرام کے بارے میں پڑھا۔عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ۔وہ کیا بات تھی جو ان دونوں میں موجود تھی؟ (بچوں کو سوچنے اور بولنے کا موقع دیں)۔ یہ دونوں مالدار تھے۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جتنا مال دین کے کاموں پر لگاتے تھے، اتنا ہی گھر والوں اور اپنے کاروبار میں بھی استعمال کرتے تھے۔جبکہ سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا کیونکہ ان کو محسوس ہوا کہ یہ مال ان کو عبادت نہیں کرنے دیتا۔
- بچو! یہ فیصلہ ہم کیسے کریں گے کہ ہم نے اپنے لیے کتنی چیزیں رکھنی ہیں اور کتنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے دینی ہیں۔کیا ہم اپنے لیے اچھی چیزیں رکھ سکتے ہیں یا ان کا استعمال کر سکتے ہیں؟

> ہمارے معاشرے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ دین اپنانے کا مطلب دنیا کی ہر چیز سے پرہیز ہے۔

- پہلے دیکھتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں کیا فرق ہے؟
- دنیا وہ زندگی ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے تھوڑی دیر کے لیے دی اور آخرت وہ زندگی ہے جو مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ بچو! دنیا اور آخرت میں کیا فرق ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔دنیا کی زندگی چھوٹی ہے اور اس میں ملنے والی ہر چیز بھی ایک وقت کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔آخرت کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے اور اس میں ملنے والی ہر چیز بھی ہمیشہ کے لیے ہوگی۔
- بچو! اللہ تعالیٰ اس دنیا میں پھر ہمیں کیوں بھیجتا ہے اور یہاں اتنی چیزیں کیوں دیتا ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔جی! ہم یہاں اس ٹیسٹ کے لیے آتے ہیں کہ کیا ہم ان چیزوں کو ویسے استعمال کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔
- اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔اس سے اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا اور ہمیں آخرت میں سب کچھ بہترین ملے گا۔ یہی بات تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو سمجھ آ گئی تھی اور اسی لیے وہ سب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جن سے راضی ہوگا انہیں آخرت میں اپنی بے شمار نعمتیں عطا فرمائے۔

> دنیا اور آخرت کا موازنہ کرتے وقت استاد کے چہرے پر مسکراہٹ ہو۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

☛ بچو! ہم سب کو یاد رکھنا ہے کہ دنیا کام کرنے کی زندگی ہے (work life)۔ کون سے کام؟ (بچوں سے پوچھیں)۔ صحابہ ہر کام کو جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور جن کو رسول اللہ ﷺ نے کیا، کر کے بہت خوش ہوتے تھے۔ نہ تھکتے تھے اور نہ ہی وہ بور ہوتے تھے۔ بس ہر وقت ایک دوسرے سے نیک کاموں میں آگے نکلنے کی کوشش کرتے اور سب ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلنے کی بھی فکر کرتے۔

یہاں عبادات، معاملات، اخلاقیات وغیرہ میں سے مثالیں دیں، کہ دین کے دائرہ کار کا مکمل تصور ذہن میں واضح ہو۔

ان کو ہر کام میں مزہ آتا تھا، کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ یہ دنیا تو کم عرصہ کی ہے۔ اس میں ہم یہ کام کریں گے تو آخرت جو کہ ہمیشہ کے لیے ہے، وہاں بہت بہت زیادہ ملے گا۔

☛ بچو! اب کیا کریں کہ دنیا میں سب کام ایسے ہوں کہ آخرت ملے۔ (بچوں سے پوچھیں)۔ ہمارا تو ہر وقت دل چاہتا ہے نا کہ بس کھیلتے ہی رہیں، مزے مزے کے کھانے کھائیں، خوب اپنے لیے اپنی پسند کی چیزیں لیں۔ بچو! اور کن کن کاموں کو دل کرتا ہے؟ (بچوں سے پوچھیں)۔

چند بچے استاد کو متاثر کرنے کے لیے عبادات کا ذکر کریں گے۔ ان کو شاباش دے کر مزید دنیاوی کاموں کی مثالیں معلوم کریں۔

☛ بچو! ایک بہت بڑے استاد نے ایک بہت پیاری بات ہمیں سمجھائی۔ اس بات کو غور سے سننا ہے اور اس کے لیے بالکل صحابہ کی طرح بیٹھیں۔

اس مثال کو سمجھانے کے لیے ایک ٹب میں پانی لے لیں اور ساتھ ساتھ مثال بتاتے جائیں اور ساتھ ہی عملی طور پر سمجھاتے جائیں۔

۱۔ دنیا کی مثال پانی جیسی ہے۔ (پانی کا ٹب سامنے رکھیں)

۲۔ اور انسان کی مثال کشتی جیسی ہے۔ (پانی میں ایک کاغذ کی کشتی رکھیں جس پر دل بنا ہو)

۳۔ اگر ایک کشتی آپ پانی کے بغیر چلانا چاہیں تو وہ کشتی نہیں چل سکتی، کشتی چلانے کے لیے پانی ضروری ہے۔ (کشتی کو پانی سے نکال کر سمجھائیں)۔

۴۔ اسی طرح انسان دنیا کے مال کے بغیر اور کھائے کمائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ (پانی میں دنیاوی اشیاء کے نام لکھ کر ٹب کے سائڈ پر چپکا دیں، پھر کشتی کو پانی میں چلائیں اور ان سب چیزوں کی ضرورت کو واضح کریں)

۵۔ یہ پانی اس وقت تک کشتی کے لیے فائدہ مند ہے جب تک کہ وہ کشتی کے نیچے اور ارد گرد ہو۔ (کشتی کو چلائیں اور مختلف کام جو ہم روزمرہ کرتے ہیں بتاتے جائیں اور کشتی کو پانی میں آرام سے چلتا دکھائیں)

۶۔ اگر یہ پانی کشتی میں گھس آئے۔ (کشتی کو روک کر پہلے پوچھیں)

۷۔ تو پانی کشتی کو فائدہ دینے کی بجائے اس کو ڈبو دے گا۔ (دنیاوی اشیاء کا نام لیتے جائیں کہ ہائے یہ مجھے چاہیے، اور کشتی میں

پانی ڈالتے جائیں حتی کہ کشتی ڈوب جائے)۔

- بچو! اس سے ہمیں کیا پتا چلا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ دنیا کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے استعمال کے لیے بنائی ہیں۔ ہم ان سے مزے بھی کریں اور فائدہ بھی حاصل کریں۔ لیکن اگر ان کی محبت ہمارے دل میں داخل ہوگئی تو پھر ہمارا دل ان کاموں میں نہیں لگے گا جنہیں رسول اللہ ﷺ نے کرنے کو کہا۔ جن کاموں سے ہمیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

- بچو! سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہی کیا۔ انھوں نے دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہر نعمت سے فائدہ اٹھایا۔ دین کے بھی بہت سے کام کیے اور گھر والوں کا بھی خیال رکھا۔ قرآن مجید کی تعلیم بھی حاصل کی اور اپنی باقی عبادات پر بھی توجہ دی۔

- لیکن اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کو محسوس ہوا کہ اگر وہ دنیا کے کاموں میں زیادہ مصروف ہو جاتے ہیں تو عبادت اچھی طرح نہیں کر پاتے جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس پر انھوں نے دنیا کے بہت سے کام چھوڑ دیے۔

ان صحابہ کے کردار کو سمجھاتے وقت پانی اور کشتی کو سامنے رکھیں تاکہ بچے پورے تصور کو سمجھ سکیں۔

- بچو! ہم بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کی طرح جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے۔ تو ہمیں بھی دنیا کی چیزوں کو ویسے ہی استعمال کرنا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا اور ہمیں بتایا ہے۔ ہم دنیا میں ایسے زندگی گزاریں کہ ہماری آخرت برباد نہ ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں۔

چند مثالوں کے ذریعے سے بچوں کو واضح کریں۔

- بچو! ہم دیکھتے ہیں کہ کیا کیا کام کیے جا سکتے ہیں:

۱۔ کھانا پینا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھانے کو اتنا کچھ دیا۔ (بچوں کے ساتھ لسٹ بنائیں)۔ یہ سب تو دنیا کی چیزیں ہیں۔ ان سے ہم آخرت کیسے حاصل کریں؟

- ان کو کھا کر
- اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے
- آپس میں شیئر کر کے
- غریبوں میں بانٹ کے

ان کا کون سا استعمال غلط ہوگا جس سے ہی محسوس ہو کہ ان کی محبت ہمارے دل میں آ گئی ہے اور ہمیں ان سے آخرت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا؟ (بچوں کو بولنے دیں)

- اتنا زیادہ کھا لینا کہ اب نماز پڑھنے کو دل نہ چاہے
- کھانا ضائع کرنا
- کسی سے شیئر نہ کرنا

۲۔ کپڑے: اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہننے کو اتنے اچھے اچھے کپڑے دیے۔ (بچوں کے ساتھ لسٹ بنائیں)۔ یہ سب تو دنیا کی چیزیں ہیں۔ ان سے ہم آخرت کیسے حاصل کریں؟

- ان کو پہن کر
- اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے
- صرف اتنے کپڑے بنا کر جتنی ضرورت ہو

•غریبوں میں بانٹ کے •ایسے کپڑے پہن کر کہ سارا جسم چھپا رہے

ان کا کون سا استعمال غلط ہو گا جس سے ہی محسوس ہو کہ ان کی محبت ہمارے دل میں آ گئی ہے اور ہمیں ان سے آخرت کا کوئی فائدہ نہ ہو گا؟ (بچوں کو بولنے دیں)

•کپڑے ضائع کرنا •ایسے کپڑے پہننا کہ جسم ننگا ہو •صرف اپنے لیے کپڑے بنانا اور غریبوں کو بھول جانا

۳۔ پیسے: اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیسے بھی دیے۔ بچو! کون کون ہمیں پیسے دیتا ہے اور کب کب دیتا ہے؟ (بچوں کے ساتھ لسٹ بنائیں)۔ پیسوں سے ہم آخرت کیسے حاصل کریں؟

•ان سے اپنی ضرورت کی چیز لے کر •اپنے گھر والوں کی ضرورت پر خرچ کر کے

•صدقہ دے کر •کسی کو کوئی اچھا سا تحفہ لے کر

ان کا کون سا استعمال غلط ہو گا جس سے یہ ہمارے دل میں آ جائے اور ہمیں ان سے آخرت کا کوئی فائدہ نہ ہو گا؟ (بچوں کو بولنے دیں)

•ہر وقت اپنے لیے چیزیں لینا •صدقہ نہ دینا •کسی غریب کی ضرورت پوری نہ کرنا

۴۔ کتابیں: اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے امی ابو دیے جو ہمیں سکول لے کر جاتے ہیں۔ پڑھاتے ہیں اور پھر ہماری پسند کی ڈھیر ساری کتابیں لے کر دیتے ہیں۔ بچو! آپ کیسی کتابیں پڑھتے ہیں؟ (بچوں کے ساتھ لسٹ بنائیں)۔ ہم کتابوں سے آخرت کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

•ان کو پڑھ کر •اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے •آپس میں شیئر کر کے

•قرآن مجید کو سب کتابوں سے زیادہ وقت دے کر

ان کا کون سا استعمال غلط ہو گا جس سے یہ ہمارے دل میں آ جائے اور ہمیں ان سے آخرت کا کوئی فائدہ نہ ہو گا؟ (بچوں کو بولنے دیں)

•ہر وقت کہانی کی کتابیں پڑھیں لیکن سکول کا کام نہ کریں •قرآن مجید کو تھوڑا پڑھیں

•کتابیں پڑھیں ہی نہ بلکہ سارا وقت ٹی وی اور فضول کھیل میں ضائع کرنا

۵۔ دوست: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنے اچھے دوست دیے۔ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم ہر وقت ان کے ساتھ کھیلیں اور مزے کریں (بچوں کے ساتھ لسٹ بنائیں)۔ کیا ہم اپنے دوستوں کے ذریعے بھی آخرت حاصل کر سکتے ہیں؟

•ان کو اچھی باتیں سکھا کر •ان سے اچھی باتیں سیکھ کر •آپس میں شیئر کر کے

•مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے •مل کر سنتوں پر عمل کر کے

اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ہم کون سا غلط کام کر سکتے ہیں جن سے ہمیں آخرت کا کوئی فائدہ نہ ہو گا؟ (بچوں کو بولنے دیں)

•لڑائی کرنا •کسی کو تنگ کرنا •گالی دینا •برے کام سکھانا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق نمبر 13 سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنھا

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ وہ

- سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کی شخصیت کے اہم پہلوؤں کو سمجھ سکے۔
- سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے دل میں اسلام کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا سکے۔
- دینی تربیت کے حوالے سے اپنی ماں کی کوششوں کو سراہ سکے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- تربیت
- مہر

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

فلیش کارڈ: لکھے ہوئے: امّ سلیم، رضی اللہ عنھا، اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

رہنمائی برائے اساتذہ :

- استاد سبق پڑھاتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھے کہ سیدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کی کہانی کے ذریعے بچوں کے دل میں ان کی ماؤں کی قدر آئے کہ وہ انہیں یہاں لانے میں کتنی محنت کر رہی ہیں۔
- ایک بار دہرائیں کہ آج ہم نے سیدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیا کیا سیکھا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

خلاصہ سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا

(صحابیات مبشرات میں سے ہیں۔ مسلم:2457)

نام	سہلہ یا رملہ
کنیت	امّ سلیم
اسلام	مدینہ میں اول وقت میں مسلمان ہوئیں۔
نکاح	ان کے شوہر مالک بن نضر مسلمان نہیں ہوئے اور ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ (طبقات ابن سعد، ج:8،ص312،ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت) ابوطلحہ نے امّ سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کو وہی عذر تھا یعنی ابوطلحہ مشرک تھے۔ ابوطلحہ نے کچھ دن غور کر کے اسلام کا اعلان کیا۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے نکاح کیا اور کہا 'میرا مہر اسلام ہے'۔ (سنن نسائی:3341)
رسول اللہ ﷺ سے محبت	• آپ ﷺ کے پسینے کو ایک شیشی میں جمع کرتی تھیں۔ (مسلم2332) • ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو وہ اٹھیں اور مشک کا منہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ اس سے رسول ﷺ کا دہن مبارک مس ہوا ہے۔ (ترمذی1892) • اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضور پاک ﷺ کی خدمت میں دے دیا۔ (صحیح بخاری:5166) • زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے موقع پر ایک لگن میں مالیدہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ میں بھیجا۔ (بخاری5163) • سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے لیے سنوارا تھا۔ (بخاری:371)
حضرت محمد ﷺ کی ان سے محبت	رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کے علاوہ اکثر اوقات صرف سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے۔ (مسلم2455)
غزوات میں حصہ	• لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ (مسلم1810)

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

صبر	•نہایت صابر اور مستقل مزاج تھیں۔ • اپنے بیٹے ابو عمیر کے انتقال پر اپنے شوہر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی خبر فوراً نہ دی۔ (صحیح بخاری:1301)
اسلام سے محبت	•پہلے شوہر سے صرف اس بناء پر علیحدگی اختیار کی کہ وہ اسلام قبول کرنے پر رضا مند نہیں تھے۔(طبقات ابن سعد، ج:8،ص:312،ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت) •ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا پیغام اس وقت تک قبول نہیں کیا جب تک انہوں نے اسلام قبول نہ کر لیا۔(سنن نسائی:3341)
احادیث	•چند احادیث مروی ہیں۔ •صحابہ کرام ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔
غزوہ حنین	خنجر لے کر کھڑی تھیں کہ کوئی مشرک آئے تو پیٹ چاک کر دوں۔(مسلم1809)
وفات	خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی۔

یہ نکات اساتذہ کے لیے مرتب کیے گئے ہیں تا کہ پڑھاتے وقت واقعات کے تسلسل میں انھیں آسانی رہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سبق

☚ سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! بچو ہم نے اس کورس میں بہت سے صحابہ کے بارے میں پڑھا۔ آپ کو کیسا لگا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں ۔ صحابہ نے کیسے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا؟ رسول اللہ ﷺ کی کیسے اطاعت کی؟ وہ کن کن کاموں کو اپنی زندگی میں سب سے زیادہ وقت دیتے تھے؟ ایک دوسرے کے ساتھ ان کا رویہ کیسا تھا؟ اب باری باری سب بچے ایک صحابی کا نام اور ان کی کوئی بات جو آپ کو بہت اچھی لگی ہو، بتائیں۔

☚ بچو! رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں صرف مرد صحابہ ہی نہیں تھے، بلکہ بہت سی صحابیات بھی تھیں، یعنی وہ خواتین جو نہ صرف مسلمان ہوئیں، بلکہ انھوں نے ہر وقت یہ کوشش کی کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں۔ آج ہم ایک ایسی ہی صحابیہ کے بارے میں پڑھیں گے۔ بچو! کیا آپ کسی صحابیہ کے نام کو جانتے ہیں؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔

☚ آج ہم جن صحابیہ کے بارے میں جانیں گے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کیا، ان کا نام امّ سلیم رضی اللہ عنہا ہے۔ یہ کون تھیں؟ بچو! کیا آپ نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنا اور پڑھا ہے۔ جو ایسے صحابی تھے جنھوں نے اپنا بچپن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزارا۔ یہ ان کی والدہ تھیں۔ ان کا پورا نام امّ سلیم بنت ملحان تھا۔ یہ رشتے میں رسول اللہ ﷺ کی خالہ لگتی تھی۔ یہ دنیا کی پہلی خاتون ہے جن کا مہر اسلام قرار پایا تھا۔

☚ ان کو بھی رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں ہی بتا دیا تھا کہ وہ جنت میں جائیں گی۔ (صحیح مسلم:2457) بچو! ہم نے اور کن صحابی کے بارے میں پڑھا تھا جن کو ایسی خوشخبری ملی تھی۔ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ ان کے دس بچے تھے اور سب کے سب حافظ قرآن تھے۔ (صحیح بخاری:1301)

قرآن مجید حفظ کرنے کی فضیلت واہمیت کا بچوں کو احساس دلائیں۔

☚ امّ سلیم رضی اللہ عنہا جب مسلمان ہوئیں تو ان کے لیے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ ان کے شوہر کافر تھے۔ ابو انس اس وقت کہیں گئے ہوئے تھے۔ جب ان کو بیوی کے مسلمان ہونے کا پتہ چلا تو بہت غضبناک ہوئے۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کو کہنے لگے "تو بے دین ہوگئی ہے"۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا "میں بے دین نہیں ہوئی بلکہ میں ایمان لے آئی ہوں"۔ بچو! دیکھا ان کے اندر کتنا صبر تھا۔ غصہ اور بد تمیزی کا جواب انھوں نے اتنے آرام سے دیا۔

☚ امّ سلیم رضی اللہ عنہا جب خود مسلمان ہوئیں تو اب ان کو اپنے بچوں کی فکر ہوئی۔ انھوں نے سوچا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں بھیجے۔ اب مجھے یہی بات اپنے بچوں کو بھی سکھانی ہے۔ بچو! کیا آپ کو

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

معلوم ہے کہ دنیا میں ہمیں سب سے زیادہ پیار ہمارے امی ابو ہی کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی کوشش ہوتی ہے کہ جو بھی قیمتی یا سب سے اچھی چیز ہو وہ ہمیں ضرور دیں۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کو سکھایا کہ ''بیٹا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْ لُ اللّٰـہ '' کہو''۔ (بچوں سے کہلوائیں) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بچوں کی سی پیاری زبان میں یہ کلمہ کہنے لگے۔ اب تو ان کے شوہر کو اور غصہ آیا اور انھوں نے اور زیادہ سختی سے امّ سلیم رضی اللہ عنہا کو کہا ''اسے خراب نہ کرو''۔ (طبقات ابن سعد، ج:8،ص 312، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

- بچو! کیا وہ اپنے بچے کو غلط بات سکھا رہی تھیں؟ (بچوں کو بولنے دیں) جیسے ہماری امی ہمیں کہیں ٹی وی نہ دیکھو، نماز پڑھو، قرآن مجید زیادہ پڑھو، تو کیا وہ ہمیں غلط کہتی ہیں؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا جواب میں کہتیں ''میں اس کو خراب نہیں کر رہی میں تو اس کی تربیت کر رہی ہوں''۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ہمیں کوئی اور بھی کہے کہ تمہاری امی ہر وقت تم سے اتنے کام کرنے کو کہتی ہیں اور ہر مزے کی چیز سے روکتی ہیں تو ہمیں فوراً سوچنا ہے کہ اگر وہ ہمیں ایسا کام بتا رہی ہیں جس سے ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں، تو ہمیں مسکرا کر کہنا ہے، ''الحمد للہ! میری امی ٹھیک کہتی ہیں''۔

سیدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کتنی اچھی ماں تھیں، ان کو کتنی فکر تھی کہ ان کا بچہ دین پر چلے، اس کی اچھی تربیت ہو۔ اور وہ بچہ بھی سمجھدار تھا، لہٰذا وہ یہ نہیں کہہ رہا تھا کہ میرے والد نے کہا ہے کہ نہیں پڑھنا تو میں نہیں پڑھوں گا۔ بلکہ اپنے باپ کی مخالفت کے باوجود وہ دین سیکھ رہا تھا۔

استاد اس مثال سے بچوں پر واضح کرے کہ امی ابو میں سے جو بھی یا دونوں ہمیں دین کا علم سکھائے، ہمیں ان سے دین سیکھنا ہے جیسے انس رضی اللہ عنہ نے سیکھا۔

- آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا خوشی سے اور خواتین کے ساتھ استقبال کیا۔ پھر اپنے دس سالہ بیٹے انس رضی اللہ عنہ کی انگلی پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا ''میرا یہ بیٹا پڑھنا لکھنا جانتا ہے۔ آپ ﷺ اس سے جو کام چاہیں لیں۔'' یوں انھوں نے اپنے بیٹے کو آپ ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا اور انھوں نے دس سال آپ ﷺ کی خدمت کی۔

(صحیح مسلم:6911، صحیح بخاری:5166)

- سیّدنا انس رضی اللہ عنہ جو امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے وہ کہتے ہیں کہ ابو طلحہ نے امّ سلیم رضی اللہ عنہا کو جب نکاح کا پیغام دیا تو امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا ''ابو طلحہ آپ جیسے شخص کو منع تو نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ اچھے انسان ہیں لیکن آپ کافر مرد ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں۔ میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں آپ کے ساتھ شادی کروں۔ ہاں اگر آپ اسلام قبول کر لیں تو میں آپ سے مہر میں کوئی مال وغیرہ نہیں لوں گی، بلکہ آپ کا اسلام لانا میرا حق مہر ہوگا''۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور یہی اسلام لانا ان کا حق مہر قرار پایا۔ (سنن نسائی:3341)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بچوں کو حق مہر کے بارے میں بتائیں کہ جب شادی ہوتی ہے تو بیوی کو ایک گفٹ دیتے ہیں۔ کوئی بہت زیادہ دیتا ہے، کسی صحابی نے سونے کے سکے دیئے اور کسی نے کچھ اور۔ لیکن سیدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کیا مانگا؟ انہوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بس مسلمان ہو جائیں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے کیونکہ میرے لیے سب سے قیمتی چیز تو اسلام ہی ہے۔

- بچو! دیکھا آپ نے کہ وہ کیسی نیک خاتون تھیں۔ ان کو سب سے قیمتی چیز اسلام لگتا تھا۔ ان کو ہر وقت یہی خیال اور فکر تھی کہ ان کے گھر میں ہر کام اسلام کے مطابق ہو۔ ان کا شوہر اور بچے بھی مسلمان ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف وہ کوئی بھی کام نہیں کرتی تھیں۔

- امّ سلیم رضی اللہ عنہا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جو بیمار تھا۔ ایک روز ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کسی کام سے گھر سے باہر گئے اور وہ بچہ فوت ہو گیا۔ جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے تو انہوں نے امّ سلیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''بیٹے کا کیا حال ہے''؟ امّ سلیم رضی اللہ عنہ نے کہا ''پہلے سے زیادہ سکون میں ہے''۔ بچو! انھوں نے ایسا کیوں کیا؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ اس لیے کہ وہ جانتی تھیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اتنا سفر کر کے آئے ہیں، تھکے ہوئے ہیں، اور ایک بری خبر سن کر وہ پریشان ہو جائیں گے۔

صبح ہونے پر امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بہت دکھ ہوا۔ فجر کے وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری بات بتائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امّ سلیم رضی اللہ عنہا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا صبر کرنا بہت اچھا لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اولاد کی دعا فرمائی اور امّ سلیم رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بیٹوں سے نوازا جو سب کے سب حافظ قران تھے۔

(صحیح بخاری:1301)

جب امّ سلیم رضی اللہ عنہا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا پیدا ہوا تو انہوں نے بڑے بیٹے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''تم اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ''۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے چند کھجوریں بھی ساتھ بھیج دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اپنی گود میں لیا اور پوچھا کوئی چیز ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہاں چند کھجوریں ہیں۔ آپ نے کھجور منہ میں چبائی اور پھر اس بچے کو گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (صحیح مسلم 2144)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امّ سلیم رضی اللہ عنہا کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور انہیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے تھے۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اس پر رحم آتا ہے کیونکہ اس کا بھائی میرے ساتھ جنگ میں شریک تھا جو شہید ہو گیا۔'' (صحیح مسلم 2455)

کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف جاتے اور ان کے ہاں کھانا کھاتے اور قیلولہ (دوپہر کا آرام) کرتے۔ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا اور مشروب پیش کرتیں۔ سیدہ امّ

سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لا کر چمڑے کے بستر پر قیلولہ کرتے تھے۔ (مسلم 2332)

- انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی کنیت ابو عمیر تھی۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے امّ سلیم! میں تیرے بچے کو کچھ پریشان دیکھ رہا ہوں''۔ تو انھوں نے کہا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ایک چڑیا تھی جس کے ساتھ یہ کھیلا کرتا تھا وہ مرگئی تو اس کی وجہ سے یہ پریشان ہے''۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور مسکراتے ہوئے یہ کہنے لگے: ''اے ابو عمیر! چڑیا نے کیا کیا؟'' (بخاری 6203)

- انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کو کھجور والے برتن اور گھی کو گھی والے برتن میں واپس رکھ دو، پھر آپ گھر کے ایک کونے کی طرف گئے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امّ سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے اہل خانہ کے حق میں خیر برکت کی دعا کی۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک خاص تمنا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''وہ کیا؟'' انہوں نے کہا'': میرے بیٹے انس کے حق میں بھی دعا کریں۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دنیا اور آخرت کی خیر و برکت کی دعا کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ مَالاً وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ

الٰہی: اسے مال اور اولاد عطا کر اور اسے برکت عطا کرنا

(صحیح بخاری: 1982)

- بچو! انھوں نے اپنے بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں دے دیا؟ (بچوں کو اظہارِ خیال کرنے دیں)۔ جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ ان کی ہر وقت یہ خواہش تھی کہ ان کے بچے وہ کام کریں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

- امّ سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کی ساتھی انصاری خواتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ میں بھی شریک ہوئیں۔ وہ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ (مسلم 1810)

- سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تر و تازہ کھجوروں کی ایک ٹوکری بھیجی۔

(صحیح بخاری 198)

- سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں جنت میں گیا، میں نے آہٹ پائی (کسی کے چلنے کی آواز) میں نے پوچھا ''کون ہے؟'' لوگوں نے کہا ''یہ انس بن مالک کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہیں۔''

(مسلم: 2456)

ہم نے سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کی سیرت سے کیا سیکھا؟

- سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا ایک خاتون تھیں۔ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور اپنا رہنما مانتی تھیں۔ مسلمان ہونے کے بعد امّ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری کوشش اس کام میں لگا دی کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں، تاکہ جنت میں جا سکیں۔ سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا میں ہمیں کیا خاص بات نظر آئی:

- ان کے دل میں اسلام کی اہمیت و محبت
- بچوں کی تربیت
- اللہ تعالیٰ کی رضا کی فکر تھی۔
- رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتی تھی۔

✎ جی تو بچو! آپ نے دیکھا کہ سیدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے دل میں اسلام کی کتنی زیادہ قدر تھی۔ انہوں نے اپنے بچوں کو قرآن مجید حفظ کرایا، چاہے ان کے شوہر مسلمان نہیں تھے لیکن اپنے بچے کو کلمہ پڑھایا، اس وجہ سے کہ ان کے لیے اسلام سب سے اہم تھا۔

✎ بچو! ہم بھی تو جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے رہنما ہیں۔ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے۔ تو ہم بھی وہی کام کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے بتائے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ ہم وہ کام کیسے کریں جنہیں کر کے سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔ ہمیں اپنے اندر کیا خوبیاں لانی ہیں۔

✎ اچھا ہم نے کیا کچھ کیا؟ آپ کو یہاں آنے میں کتنی مشکلات آئیں؟ کون کون سی گھر کی ایکٹوٹی آپ کو چھوڑنی پڑی؟ امی آپ کو یہاں کیوں لاتی ہیں اور وہ گھر میں بھی ہمیں کیوں کہتی رہتی ہیں کہ سچ بولو، لڑائی مت کرو، کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو۔ جی کیونکہ یہ سب باتیں بھی اسلام کا حصہ ہیں۔ ہماری امی بھی چاہتی ہیں کہ ہم ایسے کام کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔ اس لیے وہ سیدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کی طرح ہماری تربیت کی فکر میں رہتی ہیں۔

اسلام کو فوکس رکھ کر استاد بچوں کی عمر کو سامنے رکھ کر مثالیں دے۔

✎ بچو، الحمدللہ! آج ہمارا کورس ختم ہو رہا ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا ہے؟ (بچوں سے پوچھیں)۔ ہم جو بھی کام شروع کریں یہ دیکھ لیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا یہ کام کیا تھا؟ اور پھر وہ کام ویسے کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔

بچوں کے ساتھ اس بات پر دعا مانگیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی
فرماں برداری کرے وہ ان لوگوں کے
ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام
کیا جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور
نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔

(النساء: 69)

AL-HUDA
Publications (Pvt) Ltd.

AL-HUDA
Publications (Pvt) Ltd.